انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
قال رسول اللہ ﷺ

مسلسل اشاعت کے ۴۶ سال
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ

لولاک

ملتان
شمارہ ۱۱ جلد ۱۲
ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ نومبر 2008ء

سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل، احکام و مسائلِ قربانی

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ

ایک نظر ادھر!

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۷ ● جلد: ۱۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دین پوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4514122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

ایک نظر ادھر!	ادارہ	3
آزاد کشمیر گورنمنٹ کی مرزائیت نوازی	//	5

مقالات ومضامین

سیدہ زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ	مولانا محمد نافع	6
نایاب جواہر پارے	مولانا محمد اکرم طوفانی	12
شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمدؒ کا سانحہ ارتحال	مولانا اللہ وسایا	15
الحاج بلند اختر نظامیؒ کی رحلت	// //	18
سفر حج بہت مبارک ہے	مولانا غلام رسول دین پوری	19
فضائل، احکام ومسائل قربانی	حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ	25
حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ	عزیز الرحمن بن قاری محمد یٰسین	30

ردقادیانیت

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ	38

متفرقات

مدارس کے شعبے ...... مدارس میں خانقاہی نظام	حافظ محمد اسحاق ملتان	45
محمد کامران کا سانحہ ارتحال	مولانا عبدالعزیز لاشاری	48
آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	50
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

ایک نظر ادھر!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ایک دینی، تبلیغی اور اصلاحی جماعت ہے۔ جو ملک کی مروجہ سیاسی مناقشات اور انتخابی جھمیلوں سے دور رہ کر اتحاد امت، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کا کام کررہی ہے اور فرقہ واریت سے بالاتر رہتی ہے۔ اس کے پلیٹ فارم پر شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث متحد ہوکر ایک گلدستہ کی طرح ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے کام کرتے ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا انداز جارحانہ نہیں ہے۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف برصغیر میں ایک صدی تحریک چلی اور وطن عزیز میں ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکیں چلیں۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ قادیانیوں کا قتل عام نہیں کیا گیا۔ کسی جلسے، اجتماع اور مسجد میں ان کو قتل کرنے کے فتویٰ جاری نہیں ہوا۔ بلوچستان، سرحد اور اندرون سندھ جہاں خالصتاً دینی ماحول ہے۔ علماء اور مشائخ کا عوام پر اثر ہے۔ بعض دیہات، قصبوں میں ایک دو گھر قادیانیوں کے رہتے ہیں۔ ان کو قتل یا علاقہ بدر نہیں کیا گیا۔ پورے ملک میں قادیانیوں کو مکمل آزادی ہے۔ ربوہ شہر میں کسی مسلمان کو مکان دکان خریدنے اور کاروبار کی آج بھی اجازت نہیں ہے۔ ۱۹۷۴ء سے قبل کوئی مسلمان بغیر اجازت کے ربوہ داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ شریعت مطہرہ میں گستاخ رسول اور مرتد کا قتل واجب ہے۔ لیکن حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ جس طرح چوری ڈاکہ زنی پر حدود نافذ کرنا عام مسلمانوں کی ذمہ داری نہیں ہے اور نہ ہی ملک میں کہیں اس طرح ہوا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت جو ملت اسلامیہ کے تمام مکاتب فکر کی نمائندہ جماعت ہے اس کے زیر اہتمام ہر سال ملک بھر میں سیکڑوں کانفرنسیں، اجتماعات، جلسے اور مساجد میں اجتماعات ہوتے ہیں۔ ان میں قادیانیوں کو قتل کرنے پر نہیں اکسایا جاتا ہے۔ بلکہ اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں مسلمان اکثریت قادیانیوں کے ظلم وستم کا نشانہ بن رہی ہیں۔ قادیانیوں نے جید علماء کرام کو قتل، اغواء کیا، مساجد میں بم پھینکے۔ لیکن مسلمانوں نے ردعمل میں قادیانیوں کو قتل نہیں کیا۔ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں ۳۱ قادیانی ہلاک ہوئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں لاہور میں دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ جبکہ غیر سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ۲۵ ہزار سے زائد مسلمان شہید ہوئے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں ہلاک ہونے والے قادیانیوں کی تعداد جسٹس منیر انکوائری رپورٹ کے مطابق ۲۱ تھی۔ منیر انکوائری رپورٹ میں یہ بات خاص طور پر تعجب انگیز ہے کہ تحریک کے دوران ملک کے کسی حصے میں قادیانی ہلاک ہوئے ان کا نام ولدیت مکمل پتہ تک درج ہے۔ لیکن ایک بھی شہید ہونے والے مسلمان کا نام نہیں ہے۔ اتنا تحریک ہنگاموں میں ہلاکتیں ہوئیں۔

۱۹۷۴ء کی تحریک میں قادیانیوں کے ربوہ اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر تشدد کے بعد تحریک شروع ہوئی۔ لیکن

قادیانیوں کو قتل نہیں کیا گیا۔ اگر کہیں قادیانی قتل ہوئے ہیں تو وہ ان کے اپنے رویہ اور عمل کی وجہ سے ہوئے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر نے طریقہ کار متعین کیا ہے کہ دلائل سے اسلام کی حقانیت اور مرزا قادیانی کے دجل وفریب کو ثابت کیا جائے۔ اس لئے اہل اسلام قادیانیوں کو قتل وغارت گری پر یقین نہیں رکھتے۔ اس کے مقابلے میں قادیانی آج ہی ملک کے اکثر شہروں میں مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ چیچہ وطنی، خوشاب، دوروز قبل ننکانہ صاحب میں واقعات ہو چکے ہیں۔

قادیانیوں کو دنیا بھر میں کہیں بھی مسلمان تصور نہیں کیا جاتا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ واحد متفقہ ترمیم ہے۔ اب قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک مسلک یا مکتبۂ فکر قرار دینا قرآن وسنت اور دستور پاکستان کے خلاف ہے۔ ایک سیاسی پارٹی کے قائد لندن میں بیٹھ کر امریکہ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی کے لئے قادیانیوں کی حمایت کر رہے ہیں۔ ان کا رویہ اسلام کے متعلق افسوسناک ہے۔ وہ مکمل قادیانیوں کی حمایت پر تلے ہوئے ہیں۔ قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں اور ملت اسلامیہ کے لئے ناسور ہیں۔ ڈاکٹر عامر لیاقت حسین کے بارے میں ہر شخص رائے خیالات رکھتا ہے۔ انہوں نے سلمان رشدی کے بارے میں پروگرام پیش کر کے اہل اسلام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی۔ اس کی پاداش میں ایم کیو ایم نے ان کو نہ صرف وزارت سے سبکدوش کرایا۔ اسمبلی سے استعفیٰ دلایا۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ ان کی نجات کے لئے کافی ہے اور ۷؍ستمبر کو انہوں نے یوم تشکر (تحفظ ختم نبوت) پر پروگرام پیش کر کے اپنے ایمانی جذبہ کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد ان کے خلاف بیان بازی ہوئی۔ لیکن عام مسلمانوں کو یقین ہے کہ یہ ان کی نجات کا اثاثہ ہے اور شافع محشر کی شفاعت کے حقدار بن گئے ہیں۔

۷؍ستمبر کے بعد سندھ میں قادیانیوں کا قتل ایک محلاتی سازش ہے۔ جس طرح خودساختہ جلاوطن قائد نے خطرہ ظاہر کیا کہ کراچی میں طالبانائزیشن ہو رہی ہے۔ دوروز بعد پراسرار دھماکہ ہوا۔ سندھ کے وزیراعلیٰ سید قائم علی شاہ اور وزیر داخلہ مرزا ذوالفقار احمد نے اس کی تردید کی اور کہا کہ اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ قادیانیوں کے قتل کا مقصد علماء کا کریک ڈاؤن ہو اور امریکہ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل کی جائے۔ امریکہ اور عالم کفر کی یہ کوشش ہے کہ قادیانی جو دنیا بھر میں ان کے جاسوسوں کا کردار ادا کرتے ہیں ان کو من مانی کرنے کی کھلی آزادی ہو۔ پیپلز پارٹی جس کے قائد ذوالفقار علی بھٹو شہید کو اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر شافع محشر ﷺ کی شفاعت کے حقدار بن گئے۔ لیکن اب ان کی پارٹی امریکہ کی وفاداری میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کو امتیازی قانونی قرار دے کر ختم کرنا چاہتی ہے۔ وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے امتیازی قوانین کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی ہے۔ اس طرح شاتم رسول ﷺ کی سزا موت ختم کرنے کے لئے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ ان اقدامات سے اسلامیان پاکستان میں تشویش کی لہر پائی جاتی ہے۔ قادیانیوں کی بے جا ناز برداری عذاب الٰہی کو دعوت دیتی ہے۔ اس دور میں بھی کوئی گنہگار مسلمان بھی شان رسالت ﷺ میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی زبان نہ رہے یا سننے والے کان نہ رہیں۔

آزادکشمیر گورنمنٹ کی مرزائیت نوازی اور ختم نبوت کانفرنس پر پابندی

آزادکشمیر کوٹلی میں ایک عرصہ سے قادیانی گروہ کی شرپسند سرگرمیاں عروج پر ہیں۔لیکن ’’سرداروں‘‘ کی حکومت قادیانیوں کی نازبرداری کرتے ہوئے ان کی خلاف قانونی سرگرمیوں پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتی۔مرزاغلام احمد قادیانی کی موت کو۲۶مئی ۲۰۰۸ءکوسوسال گزرنے اور قادیانیوں کی نام نہاد خلافت کوسوسال پورے ہونے پر قادیانیوں نے صد سالہ جشن خلافت منانے کا اعلان کیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اورآل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل تمام مکاتب فکر کے احتجاج پر ملک میں ان پر پابندی لگادی گئی۔لیکن پھر بھی کچھ مقامات پر قادیانیت نواز افسروں کے زیرسایہ قادیانیوں نے پروگرام منعقد کئے۔

آزادکشمیر میں بھی چونکہ امتناع قادیانیت ایکٹ کے تحت ان کی سرگرمیاں ممنوع ہیں۔لیکن قادیانیوں نے ’’گوئی‘ آزادکشمیر میں صدسالہ جشن خلافت کے نام سے ارتدادی تبلیغ کی۔مقامی مسلمانوں کے احتجاج پر حکمرانوں اور انتظامیہ کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کے تعاون سے ۱۲/اکتوبر کو گوئی کے مقام پر ختم نبوت کانفرنس کا اعلان کیا۔جسے تمام مکاتب فکر اور تاجروں اور وکلاء کی مکمل حمایت حاصل تھی۔لیکن آزادکشمیر کی گورنمنٹ نے اس پر پابندی عائد کردی۔کانفرنس کو ناکام کرنے کے تمام ممکنہ ہتھکنڈے استعمال کئے اور ۱۱/اکتوبر کو گوئی کی طرف جانے والے تمام راستے روک دیئے گئے اور گوئی کو پولیس کے دستوں نے محاصرہ میں لے لیا۔علمائے کرام اور مجاہدین ختم نبوت کا راستہ روکنے کے لئے گھر گھر تلاشی لی گئی۔

لیکن کانفرنس کے روز پیر عارف شاہ کی قیادت میں علمائے کرام کا ایک قافلہ گوئی پہنچ گیا۔پولیس نے اجتماع کو روکنے کے لئے آنسو گیس کے شیل پھینکے۔شرکائے کانفرنس پر لاٹھی چارج کیا۔قائدین کو گرفتار کرلیا گیا۔ادھراسلام آباد مجلس کے رہنماؤں کا ایک قافلہ مولانا عبدالوحید قاسمی،مولانا محمد طیب فاروقی کی قیادت میں براستہ ڈھڈیاں ’’بلاک‘‘ پہنچا۔رات بلاک میں گزاری۔صبح مختلف جماعتوں کے حضرات مولانا عبدالخالق،قاری عبدالواحد ڈھڈیالوی،مولانا مسعودالحق سیاکھوی،پیرذوالقرنین حیدر،مولانا عبدالخالق نقشبندی کی قیادت میں گوئی روانہ ہوا۔جسے جراحی کے مقام پر روک لیا گیا تو حکمت عملی یہ اختیار کی گئی کہ تصادم سے پرہیز کیا جائے اور جہاں آگے نہ جانے دیا جائے وہاں کانفرنس منعقد کرلی جائے۔چنانچہ اس حکمت عملی کے تحت دس کانفرنسیں اور کئی ایک چھوٹے چھوٹے اجتماعات ہوئے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کالٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اس تفصیل کے بعد آزادکشمیر گورنمنٹ کے قادیانیت نوازرویہ کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے اور اگر یہ تمام واقعات وزیراعظم آزادکشمیر سردار عتیق احمد خان کے حکم کے بغیر ہوئے تو ہمارا وزیراعظم آزادکشمیر سے پرزور مطالبہ ہے کہ جن افسروں کے حکم پر یہ اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے ان کے خلاف انکوائری کر کے کاروائی کی جائے۔امید ہے کہ وزیراعظم آزادکشمیر اس کا نوٹس لے کر قادیانیت نوازی افسروں کے خلاف کاروائی کر کے مجاہدین ختم نبوت کے دلوں میں پائی جانے والی بے چینی دور کریں گے۔

سیدہ زینب بنتؓ رسول اللہ ﷺ!

مولانا محمد نافع

سردار دو عالم ﷺ کی چاروں صاحبزادیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ ہیں اوران کی والدۂ محترمہ کا نام حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بنی اسد ہے۔ (رضی اللہ عنہا)

ولادت باسعادت

حضور نبی اقدس ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کی تزویج قبل از اسلام کے دستور کے مطابق ہوئی تھی اور بعض تذکرہ نویسوں کے قول کے مطابق اس بابرکت نکاح کے پانچ برس کے بعد حضرت زینبؓ کی ولادت ہوئی اور سردار دو عالم ﷺ کی عمر مبارک اس وقت تیس برس کے قریب تھی۔ظہور اسلام کے وقت حضرت زینبؓ کی عمر تقریباً دس سال کو پہنچ چکی تھی۔اعلان نبوت کے بعد سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ مشرف بہ اسلام ہوئی تھیں اوران کے ساتھ ساتھ آنجناب کی اولاد بھی اسلام میں داخل ہوئی۔اولاد کے رجحانات اور خیالات پر فطری طور پر ماں زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔سوان سب صاحبزادیوں کا ابتدا سے ہی اسلام سے مشرف ہونا از خود واضح ہے اوراصول فطرت کے مطابق ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت زینبؓ نے اسلام کا دور پایا اوراسلام لائیں اور پھر جب ہجرت کا دور آیا تو انہوں نے ہجرت بھی کی۔بڑی اولاد سے جو فطری موانست ہوتی ہے وہ کسی سے چھپی نہیں۔رسول خدا ﷺ اپنی اس بڑی صاحبزادی کے ساتھ خصوصی محبت فرمایا کرتے تھے۔

نکاح

حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔وہ فرماتی ہیں کہ (حضرت خدیجہؓ کے بھانجے) ابوالعاص بن ربیع (بن عبدالعزی بن عبدالشمس بن عبدمناف) مکہ شریف میں ان لوگوں میں شمار ہوتے تھے جو صاحب مال تھے اور صاحب تجارت تھے اور صاحب امانت بھی تھے۔حضرت خدیجہؓ نے رسالت مآب ﷺ سے گزارش کی کہ زینبؓ کا نکاح ابوالعاص سے کردینا چاہئے اور رسالت مآب ﷺ حضرت خدیجہؓ کی کسی معاملہ میں مخالفت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ان کی رائے کو تسلیم کرلیتے تھے۔سو اس تجویز پر حضرت زینبؓ کا نکاح ابولعاص کے ساتھ کردیا گیا۔(اس روایت کے اعتبار سے یہ واقعہ نزول وحی سے پہلے پیش آیا) جب اللہ تعالیٰ نے آنجناب ﷺ کو اعلان نبوت کا حکم دیا تو حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں اور آپ کی صاحبزادیاں بھی ساتھ ہی ایمان لائیں۔

حضور نبی اقدس ﷺ نے مکی زندگی میں بڑے ابتلا اور آزمائش کا دور گزارا۔سب اہل مکہ اور مضافات کے قبائل سب اسلامی تعلیم کے خلاف تھے۔توحید رسالت کے مسائل سننے اور سمجھنے کے لئے یہ معاشرہ ہرگز تیار نہ تھا اوراپنے پرائے (جو اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے) مسلمانوں سے سب انتہائی بغض رکھتے تھے۔

اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ عداوت انتہاء تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس انتہائی مشکل ترین دور میں جہاں آنجناب ﷺ نے اسلامی تعلیم کی مساعی جاری رکھیں اور ترویج دین کی کوشش فرماتے رہے۔ وہاں آپ معاشرتی مسائل کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ آنجناب ﷺ نے عرب کے عام دستور کے مطابق اپنی صاحبزادیوں کے نکاح اپنی قوم اور قبیلہ میں کر دیئے تھے۔

اہل مکہ کی اسلام کے ساتھ مخالفت حد سے زیادہ ہوگئی اور انہوں نے ہر معاملے میں مشکلات کھڑی کرنے کا نصب العین بنالیا۔ حتیٰ کہ ازدواجی مسائل میں بھی انہوں نے مخالفت کی راہ اختیار کی اور حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کے نکاح جن لوگوں سے ہو چکے تھے ان سے نکاح ختم کروانے اور طلاق دلوانے کا عزم کرلیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا نکاح ابولعاص بن ربیع سے ہو چکا تھا۔ زعماء قوم قریش نے ابوالعاص کو اس سلسلہ میں جاکر مجبور کیا کہ آپ زینب بنت محمد ﷺ کو طلاق دے دیں اور قبیلہ قریش میں سے جس عورت کے ساتھ تم نکاح کرنا چاہو ہم وہ عورت پیش کر سکتے ہیں۔

ابوالعاص نے جواب دیا کہ میں اپنی بیوی زینبؓ کو طلاق دے کر اپنے سے جدا نہیں کرسکتا اور اس کے عوض میں قریش کی کسی عورت کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی قریش کی کوئی عورت اس کے عوض میں مجھے مطلوب ہے۔ ابوالعاص بن ربیع نے اس موقع پر اپنی ثابت قدمی کا پورا مظاہرہ کیا اور قریش نے بھی حضور نبی اقدس ﷺ کے ساتھ اس رشتے کو ختم کرانے کے لئے پوری قوت صرف کی۔

ابوالعاص قابل صد مبارک باد ہیں کہ وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے اور اسی قوم قریش کے مسلک پر تھے۔ اس کے باوجود جب قوم نے مسئلہ طلاق اور تفریق بین الزوجین پر زور دیا تو آپ نے رسالت مآب ﷺ کے ساتھ رشتہ داری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ جواب دیا کہ:

''قال لا واللّٰہ اذن لا افارق صاحبتی'' ﴿یعنی اللہ کی قسم میں اپنی بیوی (حضرت زینبؓ) سے ہرگز جدا نہیں ہوسکتا۔﴾

ابوالعاص کا یہ استقلال بہت قابل قدر ہے اور رسالت مآب ﷺ کی ابوالعاص نے نہایت قدردانی کی ہے اور آنجناب ﷺ کے ساتھ برادرانہ قرابت داری کو خلوص کے ساتھ قائم رکھا ہے اور سردار دوعالم ﷺ نے بھی اس مسئلہ میں اس کی شکرگزاری قدردانی کو عمدہ الفاظ کے ساتھ سراہا ہے اور اس مسئلہ میں ابوالعاص کے حق میں ثناء خیر بیان فرمائی۔

جنگ بدر میں جب اہل اسلام کو فتح ہوگئی تو جنگی قاعدہ کے مطابق شکست خوردہ کفار کو اہل اسلام نے قید کردیا اور قیدیوں کو حسب دستور مرکز اسلام (مدینہ منورہ) میں لایا گیا۔ مسلمانوں کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا کہ جو لوگ بدر میں قید کر کے یہاں لائے گئے ہیں ان سے معقول معاوضہ لے کر انہیں رہا کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ابوالعاص بن ربیع بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں قید ہو کر مدینہ میں آئے ہوئے تھے اور عباس بن عبدالمطلب عم نبوی بھی اس زمرہ میں قید ہو کر مدینہ شریف پہنچے ہوئے تھے۔

یاد رہے کہ جناب عباس بن عبدالمطلب وابوالعاص وغیرہما ایسے حضرات تھے جو اپنی قوم کی مجبوری کی بنا پر کفار کے ساتھ آ گئے تھے۔ لیکن انہوں نے اہل اسلام میں سے کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ تاہم ان کا شمار زمرۂ مخالفین میں ہی تھا۔ پھر اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کو رہا کرانے کے لئے فدیے اور معاوضے بھی مدینہ طیبہ ارسال کئے تھے۔ اس ضمن میں ابوالعاص کی رہائی کے لئے حضرت زینبؓ نے اپنا وہ ہار (جو ان کو اماں خدیجہؓ نے دیا تھا) ابوالعاص کے فدیہ کے طور پر ارسال کیا۔ مدینہ شریف میں یہ فدیے اور معاوضے رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے اور ابوالعاص کا معاوضہ حضرت زینبؓ کی طرف سے ہار کی شکل میں پیش ہوا اور رسالت مآب ﷺ نے اس پر نظر فرمائی تو حضور ﷺ پر (بلا اختیار) رقت کی کیفیت طاری ہوگئی اور اس کو دیکھ کر حضرت خدیجہؓ کے دور کی یاد تازہ ہوگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی اس کیفیت سے تمام اہل مجلس متاثر ہوئے۔ حضور ﷺ نے اس وقت صحابہ کرامؓ کو ارشاد فرمایا کہ اگر تم ابوالعاص کو رہا کر دو اور زینبؓ کے اس ہار کو جو ان کے عوض میں انہوں نے ارسال کیا ہے واپس کر دو تو تم ایسا کر سکتے ہو۔ اس وقت صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کا ارشاد درست ہے۔ ہم ابوالعاص کو بلاعوض رہا کرتے ہیں اور حضرت زینبؓ کے ہار کو واپس کرتے ہیں۔

اس موقع پر سردار دو جہاں ﷺ نے ابوالعاص سے عہد لیا اور وعدہ لیا تھا کہ جب آپ مکہ میں واپس پہنچیں تو حضرت زینبؓ کو ہمارے ہاں پہنچنے کی اجازت دے دیں۔ ابوالعاص نے یہ عہد کر لیا۔ چنانچہ ابوالعاص کو بلا معاوضہ رہا کر دیا گیا اور حضرت خدیجہؓ والے ہار کو بھی حضرت زینبؓ کی طرف واپس بھیج دیا گیا۔ چند ایام کے بعد حضرت زینبؓ کو لانے کے لئے سردار دو عالم ﷺ نے زید بن حارثہؓ اور ایک انصاری کو روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ فلاں وادی کے فلاں مقام میں جا کر انتظار کرنا۔ (بعض محدثین کہتے ہیں کہ اس وادی کا نام یاجج تھا) ان کو فرمان تھا کہ اس وادی کے پاس حضرت زینبؓ پہنچیں گی۔ تم ان کے ساتھ ہو لینا اور یہاں مدینہ طیبہ میں لا کر ہمارے ہاں پہنچا دینا۔

ابوالعاص رہا ہو کر جب مکہ پہنچ گئے تو حضرت زینبؓ کو تمام احوال ذکر کئے۔ اس وقت ابوالعاص نے حضرت زینبؓ کو بطیب خاطر کہہ دیا کہ میری طرف سے اجازت ہے۔ آپ بخوشی اپنے والد شریف کے ہاں جا سکتی ہیں۔ حضرت زینبؓ سفر ہجرت کی تیاری میں لگ گئیں۔ جب تیاری سے فارغ ہوئیں اور وعدہ کے ایام بھی آ گئے تو ابوالعاص نے اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کی نگرانی میں ان کو رخصت کیا۔

حضرت زینبؓ اونٹ پر سوار ہوئیں اور کنانہ نے اپنی قوس اور ترکش وغیرہ کو بھی ساتھ لیا۔ کنانہ آگے چل رہا تھا اور سواری کو کھینچے لئے جا رہا تھا۔ حضرت زینبؓ سواری کے اوپر کجاوہ میں فروکش تھیں۔ اس دوران اہل مکہ کو اطلاع ہوگئی کہ حضرت زینبؓ جا رہی ہیں (یہ دن کا واقعہ تھا) جب وادی ذی طویٰ کے پاس حضرت زینبؓ پہنچی تو مکہ والے پیچھے سے معارضہ کے لئے آ پہنچے۔ پہلا وہ شخص جو سبقت کر کے ایذا پہنچانے کے درپے ہوا ہبار بن اسود تھا۔ اس نے نیزہ مارا۔ حضرت زینبؓ کجاوہ میں تھیں اور امید سے تھیں۔ مورخین کہتے ہیں کہ حضرت زینبؓ کو سواری سے

گرا دیا گیا۔آپ چٹان پر گر گئیں۔سخت چوٹ آنے کی وجہ سے خون جاری ہوگیا اور بہت مجروح ہوگئیں۔اس وقت کنانہ نے اپنا ترکش کھول دیا اور معارضہ کرنے والوں پر تیراندازی شروع کردی اور کہا جو بھی قریب آئے گا اس کو تیروں سے پرو دیا جائے گا۔تب وہ کہیں معارضہ میں نرم پڑے اور پیچھے ہٹنے لگے۔اس موقع پر سخت مقابلہ پیش آنے کی وجہ سے حضرت زینبؓ کو واپس ہونا پڑا اور کفار مکہ حضرت زینبؓ کے برملا سفر ہجرت کو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔اس وجہ سے چند راتیں حضرت زینبؓ اس پیش قدمی سے خاموش ہوگئیں۔جب اس واقعہ کا چرچا فرو ہوگیا تو حضرت زینبؓ رات کو اپنے دیور کے ساتھ مکہ سے باہر تشریف لے گئیں اور زید بن حارثہ اپنے ساتھی سمیت جو اس کام کے لئے مستقل طور پر مدینہ منورہ سے آئے ہوئے تھے اور وہ ان کے منتظر تھے۔ان کے پاس پہنچا دیا گیا۔وہ دونوں حضرت زینبؓ کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور امانت داروں نے حضور ﷺ کی امانت کو بڑی عزت اور احترام کے ساتھ پہنچا دیا۔

فضیلت

جس طرح مسلمان مردوں نے سفر ہجرت میں بڑی بڑی اذیتیں اٹھائیں اسی طرح اہل اسلام کی عورتوں نے بھی ہجرت کے واقعہ میں مختلف تکالیف برداشت کیں۔عورت چونکہ صنف نازک ہے اور مردوں کی نسبت فطرتاً کمزور اور ضعیف واقع ہوئی ہے۔وہ معمولی تکلیف میں بھی نہایت پریشان اور خوفزدہ ہوجاتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کے سفر ہجرت کے دردناک واقعات اوپر ذکر ہو چکے ہیں۔آپ نے یہ مصائب صرف دین کی خاطر برداشت کئے اور حضور ﷺ کی صاحبزادی ہونے کی وجہ سے ان کو یہ جان گزار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ہجرت کرتے ہوئے انہیں راستے میں روکنا اور غیر معمولی تشدد کرنا صرف اس لئے تھا کہ آپ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی تھیں ورنہ آپؓ کا کوئی قصور نہ تھا۔حضرت زینبؓ یہ تمام مشکل مراحل گزار کر جب دربار رسالت میں پہنچیں اور تمام واقعات گوش گزار کئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”ھی خیر بناتی اصیبت فی ھی افضل بناتی اصیبت فی“ ﴿یعنی میری بیٹیوں میں زینبؓ سب سے افضل ہے جو میری وجہ سے مصیبت زدہ ہوئیں اور انہیں اذیت دی گئی۔﴾

حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی حضرت زینبؓ کے سفر ہجرت سے بعد کا ہے۔اس میں حضور ﷺ نے حضرت زینبؓ کے حق میں ایک بڑی فضیلت کا اظہار فرمایا ہے۔دین اسلام کے معاملہ میں ایمان اور یقین کے اعتبار سے حضرت زینبؓ کا مقام بہت اونچا ہے جس کی خبر انہیں دربار نبوت سے بطور خوشخبری کے دی گئی۔اس مقام پر یہ واضح کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت جو سیدہ زینبؓ کے لئے رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارک سے ذکر کی گئی ہے۔یہ تحمل مصائب اور شدائد کے برداشت کرنے کے پیش نظر ہے اور سیدہ فاطمہؓ کی فضیلت عظیمہ جو زبان نبوت سے ثابت ہے وہ سیاست کے بارے میں ہے۔

اسلام ابوالعاصؓ

ابوالعاصؓ جب تک اسلام نہیں لائے تھے مکہ میں مقیم رہے اور حضرت زینبؓ اپنے والد حضورﷺ کے ہاں مدینہ میں مقیم رہیں۔ مکہ معظمہ والے تجارت کے سلسلہ میں شام کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔ ایک تجارتی قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ اس قافلہ میں ابوالعاصؓ بھی تجارتی مقصد کے لئے شریک سفر تھے اور قریش کے اموال تجارت ان کے پاس تھے۔ ملک شام سے جب یہ تجارتی قافلہ تجارت کرنے کے بعد واپس ہوا تو مسلمانوں کو ان کی واپسی کا علم ہوگیا۔ انہوں نے اس قافلہ کو جمادی الاوّل ۶ ہجری میں گرفتار کرلیا اور ان کے اموال کو اپنی نگرانی میں لے لیا اور ابوالعاصؓ قافلہ والوں سے گریز کرتے ہوئے قافلہ سے قبل مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور حضرت زینبؓ کے ہاں پناہ لی۔ حضرت زینبؓ نے ان کو پناہ دے دی۔ باقی قافلہ والے مدینہ طیبہ بعد میں پہنچے۔ عام مسلمانوں کو اس بات کی اطلاع نہیں تھی۔ جب صبح کی نماز حضور نبی کریمﷺ نے صحابہ کرامؓ کو پڑھائی تو سلام پھیرنے کے بعد عورتوں کی صفوں میں سے حضرت زینبؓ نے آواز دی کہ اے مسلمانو! میں نے ابوالعاصؓ بن ربیع کو پناہ دے دی ہے۔ حضورﷺ نے جب یہ سنا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میں نے سنا تم نے بھی سن لیا۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہﷺ! اس کے بعد آپﷺ نے بطور حلف کلام فرمایا کہ مجھے بھی پہلے اس بات کا علم نہیں تھا اور جب مسلمانوں کا ایک ادنیٰ شخص کسی کو پناہ دے دے تو اس کی پناہ اسلام میں منظور کی جاتی ہے اور اس کا پناہ دینا درست ہوتا ہے۔ فلہذا حضرت زینبؓ کا ابوالعاصؓ کو پناہ دینا صحیح قرار دیا جاتا ہے۔ اس کو مسلمان ملحوظ رکھیں۔

اس کے بعد حضور نبی کریمﷺ اپنی صاجزادی حضرت زینبؓ کے گھر تشریف لائے اور حضرت زینبؓ کو ارشاد فرمایا اے پیاری بیٹی اکرمی مثواہ ان کی خاطرداری اچھی کرنا اور ان کو باعزت رکھنا اور ازدواجی تعلق سے پرہیز رکھنا۔ اس کے بعد سردار دوعالمﷺ نے ان صحابہ کرامؓ کی طرف آدمی بھیجا جنہوں نے ابوالعاصؓ کے اموال کو ضبط کرلیا تھا اور اپنی نگرانی میں لئے ہوئے تھے۔ حضورﷺ کا حکم ہوا کہ ابوالعاصؓ کے تمام اموال اس کی طرف واپس کردیئے جائیں اور ان میں کوئی چیز نہ رکھی جائے۔

چنانچہ ابوالعاصؓ نے اپنا تمام مال وصول کرلیا اور مکہ واپس آگئے۔ مکہ پہنچنے کے بعد جن لوگوں کے مال ابوالعاص کے پاس تھے ان تمام کو بلوایا اور ان کے اموال انہیں واپس کردیئے۔ اس کے بعد ان سے کہا اے قریش کی جماعت! کسی کا میرے پاس مال باقی رہ گیا ہے یا تم نے وصول کرلیا؟۔ سب نے کہا اب ہمارا کسی کا کوئی مال تمہارے پاس نہیں۔

اس کے بعد جماعت قریش کے سامنے ابوالعاصؓ نے اعلان کیا ''انی اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً عبده ورسوله '' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی پرستش کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔ اللہ کی قسم! مدینہ طیبہ میں اسلام لانے سے صرف یہ چیز مجھے مانع رہی کہ کہیں تم یہ گمان کرنے لگو کہ میں نے تمہارے اموال کو کھا جانے کا ارادہ کرلیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف تمہارے اموال واپس کردیئے اور میں ان سے فارغ ہوگیا تو اب میں اسلام لایا ہوں۔ اس کے بعد ابوالعاصؓ بن ربیع مکہ سے نکل پڑے

اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور پھر ان کا اسلام بڑا عمدہ اور پختہ ہوگیا اور حضور ﷺ نے حضرت زینبؓ کو نکاح اوّل پر ہی ابوالعاصؓ کی طرف واپس کر دیا۔

وفات

ہجرت کے وقت حضرت زینبؓ کو جو زخم آئے تھے وہی زخم وفات سے پہلے تازہ ہوگئے تھے اور وفات کا سبب بنے۔ اسی وجہ سے اکابر علماء نے انہیں شہیدہ لکھا ہے۔ ۸ ہجری میں حضرت زینبؓ کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات کی وجہ سے سردار دو عالم ﷺ نہایت مغموم ہوئے اور حضرت زینبؓ کی باقی بہنیں ام کلثومؓ اور فاطمۃ الزہراؓ بھی اس حادثہ فاجعہ کی وجہ سے نہایت پریشان اور غم زدہ ہوئیں۔ باقی مسلمان عورتیں حضرت زینبؓ کی وفات پر جمع ہوئیں اور بلا اختیار رونے لگیں۔ حضرت زینبؓ کو جب غسل دیا گیا تو حضور ﷺ نے اپنا تہبند اتار کر برکت کے لئے کفن میں شامل فرمایا۔ نماز جنازہ بھی آپ ﷺ نے خود ہی پڑھائی۔ حضرت زینبؓ کو تدفین کے لئے جنت البقیع میں لایا گیا تو حضور ﷺ بھی ساتھ تشریف لائے اور بہت مغموم تھے۔ قبر تیار ہوگئی تو آپ ﷺ قبر کے اندر تشریف لے گئے اور اپنی پیاری صاحبزادی کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمالی اور حضرت زینبؓ کے لئے قبر کی تنگی اور سختی سے محفوظ ہونے کی بشارت دی آپ ﷺ قبر سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک کھلا ہوا اور غم کے آثار کم تھے۔ سردار کائنات ﷺ کی صاحبزادی کو قبر کے آرام وراحت کی بشارت کے بعد قبر میں اتارا گیا اور وہ اپنی آخری آرام گاہ میں آرام فرما ہوگئیں جو یقیناً ان کے لئے جنت کا باغیچہ ہے۔

اولاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت زینبؓ کو دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ ایک صاحبزادہ بہت چھوٹی عمر میں اللہ کو پیارا ہوگیا تھا۔ دوسرا صاحبزادہ علی بن ابی العاصؓ اور صاحبزادی امامہؓ آپ کے سفر آخرت کے وقت موجود تھے۔

اوکاڑہ میں قادیانی نوجوان کا قبول اسلام

۱۴ رشعبان المعظم بروز اتوار ۱۷ راگست شب برأت میں عظیم سعادت نصیب ہوئی۔ گذشتہ دنوں جامع مسجد طلحہ میں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق مجاہد کے ہاتھ پر ایک قادیانی نوجوان نے مرزائیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔ جس کا نام محمد زاہد ولد عبداللطیف مکان نمبر ۲۷ صفدر غفور ٹاؤن اوکاڑہ کا رہائشی ہے۔ جس کا اہتمام امام مسجد قاری محمد رفیق فاروقی اور بھائی حافظ محمد صفدر رشید نے کیا۔ بعد نماز عصر مولانا کا بیان ہوا۔ اس تقریب میں گردونواح کے مسلمان اور ختم نبوت کے کارکنان علماء کرام نے خصوصیت سے شرکت کی۔ مولانا قاری سید رمضان شاہ، مولانا مفتی رشید احمد، قاری عبداللہ رحیمی، مولانا عبدالاحد کے صاحبزادے اور کثیر نمازیوں نے شرکت کی۔ بھائی خالد محمود اور بھائی لیاقت بھی شریک ہوئے۔ اللہ رب العزت اس نوجوان کو اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ قادیانیوں کے جھوٹے مذہب سے نفرت نصیب ہو۔ احباب نے مبارک باد پیش کی۔ آخر میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اجلاس امیر ختم نبوت مولانا قاری الیاس کی دعاء سے اختتام پذیر ہوگیا۔

نایاب جواہر پارے!

مولانا محمد اکرم طوفانی

کامل ابن عدی میں خارجہ بن عبداللہ بن سلمان کے حالات میں عبدالرحمٰن ابن عابد سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس کے پاس بکری ہو اور اس کا کچھ دودھ کسی مسکین اور پڑوسی تک نہ پہنچے تو اس کو چاہئے کہ اس بکری کو ذبح کر ڈالے یا بیچ دے۔

حکیم لقمان

حکیم لقمان کا ایک واقعہ مشہور ہے۔ آپ کا مکمل نام لقمان بن عنقاء بن بیرون تھا۔ آپ شہر ابلہ کے رہنے والے تھے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے مالک نے آپ کو ایک بکری دی اور فرمایا کہ اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت کا وہ حصہ لاؤ جو سب سے بہتر ہے۔ چنانچہ آپ نے بکری کو ذبح کیا اور اس کا دل وزبان نکال کر مالک کے سامنے پیش کر دیا۔ دوسرے دن مالک نے پھر اس کو ایک بکری دی اور فرمایا کہ اس کو ذبح کر کے وہ حصہ لاؤ جو سب سے زیادہ خراب ہے۔ آپ نے اس کو بھی ذبح کیا اور دل وزبان نکال کر مالک کے سامنے پیش کر دیا۔ مالک نے تعجب کیا اور دریافت کیا کہ ایک ہی جز اچھا بھی ہو اور برا بھی ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت لقمان نے جواب دیا کہ دل وزبان دونوں بہترین چیزیں ہیں۔ بشرطیکہ اس کی ذات میں بھلائی اور شرافت ہو اور یہی دونوں چیزیں بدتر ہیں۔ جبکہ اس کی ذات میں بھلائی اور شرافت نہ ہو۔

علامہ دمیریؒ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث کا بھی مطلب یہی ہے کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے۔ اگر وہ صحیح اور سالم ہے تو تمام بدن صحیح سالم ہے اور اگر اس میں بگاڑ پیدا ہو گیا تو تمام جسم میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ انسان کا دل ہے۔

ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت لقمان کا مالک ایک دن بیت الخلاء میں کافی دیر بیٹھا رہا۔ کافی دیر گذر گئی تو حضرت لقمان نے پکار کر کہا کہ بیت الخلاء میں دیر تک بیٹھنا نہ چاہئے۔ کیونکہ اس جگہ دیر تک بیٹھنا جگر کو چیرتا ہے۔ دل کو مارتا ہے اور بواسیر کو پیدا کرتا ہے۔

یہ بات بھی مشہور ہے کہ قادیانیوں کا نبی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی بھی اکثر وقت بیت الخلاء میں گزارتا تھا۔ افیم کی کثرت استعمال کی وجہ سے قبض کا شکار رہتا تھا اور یہ اس قبض کی وجہ سے بیچارے کو مالی خولیا بھی ہو گیا تھا۔

حکیم لقمان نے اپنے بیٹے جس کا نام فاران تھا کو وصیت کی تھی کہ:

اے بیٹے کمین آدمی سے بچتے رہنا۔ جب تم اس کا اکرام کرو اور شریف آدمی سے جب تم اس کی اہانت کرو اور عقل مند سے جب تم اس کی ہجو کرو اور احمق سے جب تم اس سے مزاق کرو اور جاہل سے جب تم اس سے

دوستی کرو اور فاجر سے جب تم اس سے جھگڑا کرو اور پھر فرمایا اے بیٹے تین چیزیں قابل تحسین ہیں۔

ا...... کسی شخص کو اس کی غیر موجودگی میں بھلائی سے یاد کرنا۔

۲...... بھائیوں کا بار اٹھانا۔

۳...... مفلسی میں دوست کی مدد کرنا۔

حکیم لقمان فرمایا ابتداء میں غصہ کرنا جنون ہے اور اس کا آخر ندامت، پریشانی اور شرمندگی ہے۔

پھر فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن میں ہدایت مضمر ہے۔

ا...... اپنے خیر خواہوں سے مشورہ طلب کرنا۔

۲...... دشمن اور حاسد کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آنا۔

۳...... ہر کسی کے ساتھ محبت سے پیش آنا۔

پھر کہا کہ دھوکہ کھانے والا وہ شخص ہے جو تین پر بھروسہ کرے۔

ا...... وہ شخص جو بغیر دیکھے کسی کی تصدیق کرتا ہو۔

۲...... جو کسی ناقابل اعتبار شخص کا اعتبار کرتا ہو۔

۳...... وہ شخص جو کسی ایسی چیز کی حرص کرے جو اسے دستیاب نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ اگر تو چاہے کہ حکمت سے قوت حاصل کرے تو عورتوں کو اپنی جان کا مالک نہ بنا۔ کیونکہ عورت کی ذات ایک ایسی جنگ ہے جس سے صلح ناممکن ہے۔ عورت کی خاصیت یہ ہے کہ اگر تجھ سے محبت کرے تو تجھے کھا جائے۔ اگر تیرے سے بغض رکھے تو تجھے ہلاک کردے۔

علامہ زمخشریؒ اپنی کتاب ’’الابرار‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر مجھے حلال کی ایک روٹی بھی مل جائے تو میں اس کو جلا کر مریضوں کی دوائیں استعمال کرتا۔

علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں ایک مرتبہ کوفہ کی بکریاں جنگل کی بکریوں کے ساتھ مخلوط ہوگئیں تو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے دریافت کیا کہ بکری کی عمر کتنی ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ بکری کی عمر سات سال ہوتی ہے۔ آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت استعمال نہیں کیا۔ کس قدر احتیاط ہے۔ رزق حرام سے بچنے کی کاش کہ ہم صراحۃً حرام سے بچنے کی کوشش کرتے۔

تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ ہشام ابن عبدالملک نے اعمشؒ کو لکھا کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے مناقب مساوی لکھ کر میرے پاس بھیج دے۔ اعمشؒ نے ایلچی سے خط لے کر پڑھا اور پڑھ کر بکری کے منہ میں دے دیا۔ بکری اس خط کو چبا گئی۔ اس کے بعد قاصد کو کہا کہ خلیفہ سے کہہ دینا کہ جو کچھ میں نے کیا یہی اس خط کا جواب ہے۔ یہ سن کر قاصد چل دیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آ گیا اور کہنے لگا کہ خلیفہ نے قسم کھائی ہے کہ اگر تو جواب لے کر نہ آیا تو میں تجھے قتل کردوں گا۔ قاصد نے اپنے بھائیوں کو بیچ میں ڈال دیا۔ انہوں نے خوشامد کر کے

اعمشؒ کو خط کا جواب لکھنے پر مجبور کر دیا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ:

’’امابعد! اگر عثمانؓ میں دنیا بھر کی خوبیاں ہوں تو تجھ کو اس سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا اور اگر بفرض محال حضرت علیؓ میں دنیا بھر کی برائیاں ہوں تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ لہٰذا آپ کو چاہئے اپنے نفس پر غور کریں کہ وہ کس طرف جا رہا ہے۔‘‘

حضرت اعمشؒ ایک مشہور تابعی تھے۔ آپ نے حضرت انسؓ اور ابوبکر ثقفیؓ کو دیکھا تھا اور ابوبکر ثقفیؓ کی رکاب پکڑی تھی اور انہوں نے فرمایا تھا کہ تو نے میری رکاب کیا پکڑی بلکہ تو نے اپنے رب کا اکرام کیا۔ اعمشؒ کا اخلاق بہت پاکیزہ اور خوش مزاج واقع ہوتے تھے۔ ستر سال تک آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔

(حیات الحیوان ج۲ص۲۵۰)

کتاب النصائح میں ہے کہ ایک سیاح ہر اس خوفناک چیز کے پاس بے خطر چلا جاتا تھا۔ جس سے عموماً مسافر ڈرا کرتے تھے۔ سانپ اور بچھوؤں سے اپنی حفاظت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی درندوں سے ڈرتا تھا۔ لوگوں کو اس کے اس عمل سے تعجب ہوا اور انہوں نے اسے ڈرایا کہ خود فریبی میں مبتلا نہ ہو۔ کہیں کوئی خطرہ پیش آ سکتا ہے۔ کہنے لگا کہ مجھے اپنے معاملے میں بصیرت اور تجربہ حاصل ہے۔

دراصل قصہ یوں ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ سوداگر بن کر سفر تجارت میں نکلا۔ ایک جگہ دیہاتی ٹھہرے۔ رات کو ہمارے اردگرد چکر لگایا کرتے تھے اور تاڑ میں لگے رہتے تھے۔ میں اپنے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ جاگتا تھا اور کثرت سے ذکر کیا کرتا تھا۔ میں ایک دیہاتی شخص کے ساتھ جاگ کر پہرا دے رہا تھا۔ جس کا نام صلاح الدین تھا۔ اس نے میری حالت دیکھ کر کہا کہ ایک سو دفعہ حضور اکرم ﷺ کی ذات کریم پر درود شریف پڑھ کر سو جاؤ۔ میں پڑھ کر سو گیا۔ اچانک ایک شخص مجھے جگانے لگا۔ میں گھبرا گیا میں نے پوچھا کون ہے اس نے کہا مجھ پر رحم کرو اور میری غلطی معاف کر دو۔ میں نے کہا کیا ہوا۔ کہنے لگا کہ میرا ہاتھ تیرے سامان سے چپک گیا ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو اس کا ہاتھ میرے ساتھ پڑی ہوئی گٹھڑی میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ اس گٹھڑی سے کپڑے نکالنا چاہتا تھا۔ ہاتھ گٹھڑی میں ڈالا تو وہیں اس کا ہاتھ پھنس گیا۔ میں نے سردار قافلہ کو جگایا اور سارا حال سنا کر استدعا کی کہ اس کے لئے دعاء کرو۔ سردار نے کہا تم ہی دعاء کرو کہ تمہاری وجہ سے ہی یہ اس مصیبت میں پھنسا ہے۔ چنانچہ میں نے اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھائے کہ اللہ تو اس کو مصیبت سے نجات دے۔ تو اللہ نے اسے نجات دے دی۔

اسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود پڑھے گا کہ اے اللہ کے محبوب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

اللهم صل علیٰ محمد عبدك ورسولك النبی الامی وعلیٰ آله وصحبه وسلم!

(حیات الحیوان ج۲ص۶۸۶)

شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمدؒ کا سانحہ ارتحال!

مولانا اللہ وسایا

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحبؒ ملتان میں ۲۷؍ستمبر ۲۰۰۸ء، ۲۴؍رمضان ۱۴۲۹ھ بروز ہفتہ انتقال فرماگئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون!

لمبا کھلا چہرہ، رنگ گندمی، متوسط قد مائل بہ درازی، مشت بھر خوبصورت چھڑک بالوں والی داڑھی، جسم ہلکا اور مظبوط، چلنے میں وقار، طبیعت سادہ، منکسر المزاج، نیک سرشت، زندگی بھر غیر مناسب جملہ زبان پر لانے سے مجتنب۔ تمکنت کے کوہ ہمالیہ، آواز مدہم لیکن حق کی کڑک اپنے انداز سموئے ہوئے، بولیں تو موتی رولیں، علم وفضل کے پہاڑ، زہد وتقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر فائز، ہمیشہ چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کا احترام، بات میں اعتدال، بات کریں تو تول کر، اسباق پڑھاتے ہوئے دریا کو کوزہ میں بند کرنے کا اعلیٰ نمونہ، فقہ حنفی کے وجوہ ترجیح کے بیان میں اعتدال اور معقولیت کا انداز ایسا اپناتے کہ باقی تینوں آئمہ (امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ) بھی سنیں تو محبت سے گلے لگالیں۔ کتاب کا مشکل سے مشکل مسئلہ ایسی خوبصورت ادا سے نبھاتے کہ بات دل سے نکلتی دل پر اثر کرتی۔ زندگی بھر شاید کبھی ایک پیسہ فضول خرچی نہ کی ہو۔ لیکن دل کے ایسے دریا کہ مساجد، مدارس واداروں کی ہمیشہ مدد فرماتے۔ زندگی ایسی سادگی سے گذاری کہ جس پر بادشاہی بھی رشک کرے۔

فقیر نے آپ کی پہلی زیارت ۱۹۶۶ء کے اواخر میں جامعہ قاسم العلوم ملتان میں کی۔ تب آپ سے مشکوٰۃ شریف پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ مشکوٰۃ اور دورہ کے اسباق پڑھانے کے لئے تشریف لاتے۔ سر پر ٹوپی اس پر سادہ سا پگڑی کی طرح بندھا سفید رومال، سفید قمیص، سفید چادر، سادگی پر دیکھنے والے کیا فرشتے بھی جھوم جاتے ہوں گے۔ مدرسہ میں سائیکل پر تشریف لاتے۔ وقت کے اتنے پابند کہ ان کی آمد پر گھڑیوں کا ٹائم ملایا جاسکتا تھا۔ مسند تدریس پر بیٹھتے تو علم کا وقار تقویٰ کی بہار کا گمان ہوتا تھا۔ بہت ہی منکسر المزاج بات کرتے تو ہلکے سے متبسم انداز میں، دلربائی ان کی نیکی کے اثرات کے باعث محبوبیت کا پرتو لئے ہوئے۔ ایک بار جو درس میں شریک ہوا افہام وتفہیم کی شیریں دلنواز گفتگو سے وہ زندگی بھر آپ کا گرویدہ ہوگیا۔ اللہ اللہ اس دھرتی پر صحیح معنی میں چلتے پھرتے عالم ربانی، مستغنی مزاج ایسے کہ دنیاداران کے گھر کا پانی بھریں۔

قارئین کرام! جنہوں نے ان کو نہیں دیکھا وہ اس تحریر کو مبالغہ پر محمول کریں گے۔ جنہوں نے ان کو دیکھا ہے اور ان کی شخصیت کی ہمہ گیری پر نظر رکھتے ہیں۔ اس عکس بندی کو عشر عشیر بھی قرار نہ دیں۔ دونوں حق بجانب، اس لئے کہ اب نہ تو ان کی مثال دی جاسکتی ہے اور نہ انہیں واپس لایا جاسکتا ہے۔ واقعی جنہوں نے نہیں دیکھا وہ اس تحریر کو مبالغہ پر محمول نہ کریں تو کیا کریں۔ جنہوں نے دیکھا وہ اس تحریر کو ان کی شخصیت کے مقابل میں ہیچ نہ سمجھیں تو کیا کریں۔

آپ میلسی کے علاقہ ککری خورد میں ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے میلسی وجہانیاں میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ درس نظامی کے آخری چار سال جامعہ خیر المدارس ملتان میں پڑھا۔ اسی جامعہ سے دورہ حدیث شریف،

مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہؒ، مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، مولانا کمال الدینؒ سے پڑھا۔ آپ نے ۲۷ سال سے زائد عرصہ جامعہ قاسم العلوم ملتان میں حدیث شریف کی تعلیم دی۔ خیر المدارس میں اعلیٰ درجہ کی کتب پڑھاتے رہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ، قاری محمد طاہر مدنیؒ، مولانا سید عطاء المحسنؒ ایسے ہزاروں نابغہ روزگار شخصیات آپ کی شاگرد ہیں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے بعد آپ جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مہتمم بھی رہے۔ میری معلومات کے مطابق زندگی بھر کبھی تدریس واہتمام کی تنخواہ نہیں لی۔ رزق حلال اپنے قائم کردہ مکتبہ امدادیہ سے کماتے۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان ان کے اہتمام کا زمانہ قاسم العلوم کی تاریخ کا بہترین دور قرار دیا جاسکتا ہے۔ بعض شوریٰ کے دنیادار اراکین ناقدروں کے رویہ سے دلبرداشتہ ہوئے تو خیر المدارس اپنی مادر علمی کی خدمت کو معمول بنالیا۔ اللہ رب العزت کے ایک محبوب بندے کی ناقدری پر قاسم العلوم کے درودیوار پر آج بھی اداسی چھائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی رونقیں بحال فرمائیں۔

مفتی محمد شفیع ملتانیؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا فیض احمدؒ جیسا اہتمام تو ہزار کوشش کے باوجود ملنے کی توقع بھی عبث ہے۔ پردۂ غیب سے اللہ رب العزت حضرت مولانا محمد اکبر شیخ الحدیث کو اس گرداب سے جامعہ کو نکالنے کی توفیق دے دیں تو۔ وما ذالك على الله بعزيز!

حضرت مولانا فیض احمد صاحبؒ نے ۱۹۷۰ء کا الیکشن اپنے حلقہ میلسی سے لڑا تو ستر ہزار ووٹ لے کر دوسری پوزیشن حاصل کی۔ پہلی اور آخری بار اس وادی میں قدم رکھا۔ پھر اس سے کنارہ کشی کی تو مڑ کر دوبارہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ وہ اس ملک میں اسلامی نظام کے لئے جمعیت علماء اسلام کے بھرپور حامی تھے۔ آپ وفاق المدارس اس کی شوریٰ کے رکن بھی رہے اور ایک عرصہ تک مرکزی خازن کی ذمہ داری بھی نبھائی۔

مولانا فیض احمد صاحبؒ کو علوم وہبی عطا ہوئے تھے۔ حدیث وفقہ پر بھرپور دسترس حاصل تھی۔ ویسے تو جو بھی آپ نے کتاب پڑھائی تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ کتاب کے مصنف کی روح ان میں بول رہی ہے۔ یہ سب کچھ ان کی نیکی کے اثرات تھے۔ وہ چلتے پھرتے علم وعمل کا وقار وبھرم تھے۔ ان کو دیکھ کر اسلاف کی عظمتوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھومنے لگ جاتا۔ ان کے وضو کے پانی سے فرشتے غسل کریں۔ اگر مثال صحیح ہے تو وہ اس کے مصداق تھے۔ وہ جامع المعقول والمنقول تھے۔ کریما سے بخاری ومسلم تک کی آپ نے تعلیم دی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر کی عظمتوں کے معترف تھے۔ مجلس سے انہیں دلی محبت تھی۔ وہ مجلس کی مرکزی شوریٰ کے ممبر بھی آخری سانس تک رہے۔ بیماری کے باوجود کبھی کسی اجلاس سے غیر حاضر نہیں ہوئے۔ حتیٰ کہ کمر کی ہڈی کے عارضہ کے باعث کرسی پر یا پھر ان کے لئے جگہ بنادی جاتی لیٹ کر بھی اجلاس میں شریک رہتے۔ یہ مجلس سے ان کی کمال محبت کی دلیل تھی۔

علماء کے حلقہ سے ملتان سے موجودہ شوریٰ کے وہ واحد ممبر تھے۔ مشکل سے مشکل امر کے لئے قریب پاکر

مرکزی ناظم اعلیٰ ان سے رہنمائی کے لئے گاہے بگاہے حاضر ہوتے تو جھولی بھر کر واپس تشریف لاتے۔ اب تو ان کی شفقتوں، محبتوں اور بالغ نظری کے تذکرے ہی رہ گئے ہیں۔ اللہ رب العزت انہیں ان کی حسنات کا بہتر سے بہتر بدلہ نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا فیض احمد نے پہلے مکتبہ امدادیہ پھر مکتبہ حقانیہ سے درجنوں نایاب کتب کو اعلیٰ درجہ پر شائع کر کے انہیں زندہ جاوید کیا۔ جو آپ کے لئے یقیناً ذخیرہ آخرت ہے۔ یوں تو ان کی زندگی کا ہر لمحہ آخرت کا ذخیرہ ہے۔ خود بھی درجنوں کتابوں کے مصنف تھے۔

آخری عمر میں بیماری نے گھیر لیا۔ تو ان کا وجود سراپا نور بن گیا۔ ان کی غذاء صرف یاد الٰہی ہی رہ گئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ آخری زمانہ کے لوگ دجال کے فتنہ کے دور میں صرف ذکر الٰہی پر زندگی بسر کریں گے۔ ان کی زندگی بغیر مادی خوراک کے بغیر بسر ہوگی؟۔ اس کا نمونہ مولانا کی ذات میں دیکھنے والوں نے دیکھا۔ یومیہ ایک آدھ چمچ آب زم زم، چند گھونٹ سیال خوراک پر کئی ماہ تک انہوں نے اپنی زندگی گذار کر دکھائی۔ اس حالت میں قلب وجگر کی دنیا یاد الٰہی سے آباد، چہرہ ایسا روشن اور اجلا کہ ہزاروں حسن اس پر قربان، اس حالت میں صاحب دل حضرات کا کہنا تھا کہ وہ تیز رفتار لفٹ پر سوار قرب الٰہی کی منزلوں کو بڑی سرعت سے طے کر رہے ہیں۔

رمضان المبارک اللہ رب العزت کا مہمان ماہ مبارک، اس میں ان کی وفات، علماء، طلباء کی جنازہ میں شرکت، جنازہ ایسا جو جنازہ پڑھنے والوں کے لئے بھی باعث مغفرت۔ زہے نصیب! حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

زاہدوں کی صحبت!

”عن ابی هريرةؓ وابی خلادؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اذ ارأيتم العبد يعطى زهدا فى الدنيا وقلة منطق فاقتربوا منه فانه يلق الحكمة“

...... ترجمہ ......

”حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوخلادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بندہ کو اس حال میں دیکھو کہ اس کو زہد (یعنی دنیا کی طرف سے بے رغبتی بے رخی) اور کم سخنی (یعنی لغو اور فضول باتوں سے زبان کو محفوظ رکھنے کی صفت) اللہ رب العزت نے نصیب فرمائی ہے تو اس کے پاس اور اس کی صحبت میں رہا کرو۔ کیونکہ جس بندے کا یہ حال ہوتا ہے اس کو اللہ رب العزت کی طرف حکمت کا القاء ہوتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

الحاج بلند اختر نظامیؒ کی رحلت!

مولانا اللہ وسایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور لاہور مجلس کے امیر الحاج بلند اختر نظامیؒ ۱۳؍ستمبر ۲۰۰۸ء کو انتقال فرماگئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون!

بلند اختر نظامی جناب چوہدری محمد یوسف کے گھر ۹؍دسمبر ۱۹۳۸ء کو لاہور میں پیدا ہوئے اور سلیمنگ روڈ مسجد ٹھنڈی میں آپ نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ مشنری سکول اور وطن اسلامیہ ہائی سکول میں برانڈرتھ روڈ سے تعلیم حاصل کی۔ نظامی صاحب لاہور شاہ عالمی میں ویسٹ پاک ٹریڈرز کے نام پر ۱۹۵۵ء سے تیل کا کاروبار شروع کیا۔ مولانا سید جاوید حسین ترمذی ساکن کلویا ضلع ٹوبہ، ان دنوں لاہور مجلس کے مبلغ تھے۔ آپ کی مساعی سے جناب نظامی صاحب ۱۹۶۵ء سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے شریک کاروان ہوئے۔ نصف صدی سے زائد عرصہ آپ مجلس سے وابستہ رہے۔ آپ نے مولانا حبیب اللہ امرتسری کے عزیز جناب حکیم ذوالقرنین صاحب کے ساتھ لاہور مجلس میں بطور ناظم اعلیٰ کے کام کیا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے منظور نظر رہے۔ آپ نے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مجلس کے تمام کاموں میں دل وجان سے بڑھ چڑھ کر ایثار کرنے والے تھے۔ لاہور مجلس کے ساتھ آپ مرکزی مجلس شوریٰ کے حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے عہد امارت سے رکن چلے آرہے تھے۔ آپ مجلس مرکزی کی مالیاتی کمیٹی کے رکن رکین بھی تھے۔

چنیوٹ اور پھر چناب نگر کی آل پاکستان ختم نبوت کانفرنسوں میں ہرسال باقاعدگی سے شریک ہوتے تھے۔ ایک اجلاس کی صدارت بھی کرتے تھے۔ قدرت نے آپ کو بہت ہی خوبیوں سے نوازا تھا۔ معاملہ فہم اور زیرک انسان تھے۔ مجلس کے ساتھ دل وجان سے آپ کی وابستگی قابل رشک تھی۔ آپ چناب نگر مجلس کی تعمیراتی کمیٹی کے رکن بھی رہے۔

گذشتہ کچھ عرصہ سے شوگر کے مرض نے آپ کو گھیر لیا۔ آخر وقت تک اللہ تعالیٰ نے کسی کا محتاج نہیں کیا۔ تین حج اور دو عمرے کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ مسجد رحمانیہ اور مدرسہ رحمانیہ کی تعلیم میں کلیدی کردار ادا کیا۔ کلویا ضلع ٹوبہ میں والدہ کے ایصال ثواب کے لئے بچیوں کا مدرسہ قائم کیا۔ مدرسہ حسینیہ عزیز الاسلام بنگلہ دیش کے معاون خصوصی تھے۔ مساجد و مدارس کی مقدور بھر مدد کرتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے چھ صاحبزادے دیئے۔ فضل الرحمٰن، عتیق الرحمٰن، محمد عامر، محمد حامد، محمد احمد، محمد عمر فاروق۔ سب صاحبزادے تعلیم یافتہ اور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے والد کا جانشین بنائے۔ ۱۳؍ستمبر کے دن ظہر کے قریب آپ کا انتقال ہوا اور اسی روز بعد از عشاء آپ کا جنازہ ہوا۔ آپ کی وصیت تھی کہ میرا جنازہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء پڑھائیں۔ حسب وصیت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں دنیا سے دامن جھاڑ کر رحمت خداوندی کے دامن سے جاوابستہ ہوئے۔ حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔ خوب مرد مومن تھے۔ مدتوں ان کی یادیں رہیں گی۔

سفر حج بہت مبارک ہے!

مولانا غلام رسول دین پوری

ماہ مبارک کی عبادت سے فراغت پر اور ماہ مکرم کے آغاز پر جمیع مسلمانوں کے قلوب عموماً اور عشاق اہل دل کے قلوب خصوصاً سفر حج کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔اسی لئے اللہ رب العزت کے فرمان ''الحج اشھر معلومات '' (کہ حج کے چند مہینے ہیں جو کہ معلوم ہیں) کے مطابق شوال المکرم، ذیقعدہ اور ذی الحجہ، حج کے مہینے کہلاتے ہیں۔جن حضرات کو اللہ تعالیٰ توفیق مرحمت فرماتے ہیں۔ان مہینوں میں حرمین کریمین ''زادھما اللہ شرافۃ وکرامۃ '' کی حاضری کے سلسلے میں رخت سفر باندھتے ہیں۔اس لئے ذیل کی سطور میں سفر حج سے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے۔

حج کیا ہے؟

اسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری اور تکمیلی رکن کا نام ''حج بیت اللہ'' ہے اور ایک معین ومقرر وقت پر اللہ تعالیٰ کے دیوانوں کی طرح اس کے دربار میں حاضر ہونا اور اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں اور طور طریقوں کی نقل کر کے ان کے سلسلے اور مسلک سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا ثبوت دینا اور اپنی استعداد کے بقدر جذبات وکیفیات ابراہیمی سے حصہ لینا اور اپنے آپ کو ان کے رنگ میں رنگ کر'' صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ'' کا حقیقی مصداق بننا ہے۔

مزید برآں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی ایک شان تو یہ ہے کہ وہ ذوالجلال والجبروت، احکم الحاکمین اور شہنشاہ کل ہے اور ہم سبھی اس کے عاجز ومحتاج بندے اور مملوک ومحکوم ہیں اور دوسری شان یہ ہے کہ وہ ان تمام صفات جمالیہ کے ساتھ متصف ہے۔جن کی وجہ سے انسان کو کسی سے محبت ہے اور اس لحاظ سے وہ بلکہ صرف وہی محبوب حقیقی ہے۔اس کی پہلی شان حاکمانہ وشاہانہ کا تقاضا تو یہ ہے کہ بندے اس کے حضور میں سراپا ادب ونیاز کی حقیقی تصویر بن کر حاضر ہوں۔جیسا کہ اسلام کے ارکان میں سے پہلا رکن (نماز) اسی عمل کا خاص مظہر ہے اور اس میں یہی رنگ غالب ہے۔جب کہ زکوٰۃ بھی اس نسبت کا دوسرا رخ ظاہر کرتی ہے۔

اور اس کی دوسری شان محبوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ بندوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ووالہیت کا ہو۔جیسے روزہ میں بھی کسی درجہ تک یہ رنگ غالب ہے۔کھانا پینا چھوڑ دینا، نفسانی خواہشات سے منہ موڑ لینا، عشق ومحبت کی ایک منزل ہے۔مگر حج اس کا پورا پورا مرقع ہے۔ سلے ہوئے کپڑوں کے بجائے ایک کفن نما لباس پہننا، سرننگا رکھنا، حجامت نہ بنوانا، ناخن نہ کٹوانا، بالوں میں کنگھا نہ کرنا، تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، جسم سے میل کچیل صاف نہ کرنا، زبان پر صرف ایک ورد ہو۔''لبیک اللھم لبیک ...... الخ '' بیت اللہ شریف کے ارد گرد وارفتہ عاشق کی طرح چکر لگانا، حجر اسود کو چوم کر (جو کہ منتہائے عشق ہے) اپنے لبوں کو تسکین پہنچانا، غلاف کعبہ سے چمٹنا اور آہ وزاری کرنا، بیت اللہ کے درودیوار سے اپنا سینہ ورخسار ملنا اور عشق کی آگ بجھانا، پھر صفا ومروہ کے پھیرے

کرنا، پھر شہر مکہ معظمہ سے نکل کر منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے صحرا میں جا پڑنا، پھر جمرات پہ بار بار کنکریاں پھینکنا وغیرہ۔ یہ سارے اعمال وافعال وہی ہیں جو محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوا کرتے ہیں اور ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام گویا اس رسم عاشقی کے بانی ہیں۔

عاشقی چیست؟ بگو! بندۂ جاناں بودن
دل بدست دیگر دادن وحیراں بودن

ترجمہ: عاشقی کیا ہے؟ آپ بتادیں! محبوب کی غلامی اختیار کرنے اور اپنا دل محبوب کے ہاتھ میں دے کر حیران وسرگردان پھرتے رہنے کا نام عاشقی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی یہ ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اپنے دربار کی خاص الخاص حاضری کو بصورت حج وعمرہ قرار دے دیا اور تمام ارکان ومناسک کے مجموعہ کا نام حج رکھا۔

فرضیت حج

حج کی فرضیت کا حکم راجح قول کے مطابق ۹ھ آیا ہے اور اس کے اگلے سال ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال مبارک سے تھوڑا سا (تقریباً ۳ ماہ) قبل صحابہ کرامؓ کی بڑی جماعت کے ساتھ حج ادا فرمایا۔ جو ''حجتہ الوداع'' کے نام سے مشہور ہے۔ اسی ''حجتہ الوداع'' کے موقعہ پر میدان عرفات میں آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً'' اس آیت مبارکہ میں اس بات کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ ''حج بیت اللہ'' اسلام کا تکمیلی رکن ہے۔

حج کس پر فرض ہے؟

حج ہر اس صاحب استطاعت پر فرض ہے جس کے پاس حج کے اخراجات اور سفر حج کے عرصہ میں اپنے زیر کفالت لوگوں کے اخراجات کا انتظام ہو۔ (درمختار مع ردالمحتار ج۲ ص۴۶۳)

فرضیت حج کا منکر کافر ہے

فرضیت حج قرآن پاک کی آیات، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ لہٰذا فرضیت حج کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (بدائع الصنائع ج۲ ص۱۱۸)

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے پر وعید

حدیث پاک میں آتا ہے: ''حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور سواری بھی میسر ہو۔ جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے۔ پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔''

اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ولّٰلہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ

سبیـــــــلا ‘‘ ﴿ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔﴾ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں ان حضرات کے لئے بڑی سخت وعید ہے جو حج کی استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتے۔ فرمایا فرضیت حج کے باوجود حج نہ کرنا اور اسی حالت میں مرنا، اور یہودیت یا نصرانیت کی موت مرنا گویا برابر ہے۔ یہ اسی طرح کی وعید ہے جس طرح ترک نماز کو کفر وشرک کے قریب کہا گیا۔ باوجود فرضیت حج کے، حج نہ کرنے والوں کو مشرکین کے ساتھ تشبیہ دینے کے بجائے یہود ونصاریٰ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ حج نہ کرنا یہود ونصاریٰ کی خصوصیت تھی۔ کیونکہ مشرکین عرب حج تو کیا کرتے تھے۔ لیکن نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پھر اس حدیث مبارک میں حج نہ کرنے والوں کے لئے جو وعید شدید ہے۔ اس پر بطور دلیل وسند کے سورۂ آل عمران کی آیت مبارکہ پیش کی گئی ہے۔ جس میں فرضیت حج کا بیان بھی ہے اور وعید شدید بھی۔

تنبیہ

بعض حضرات مختلف قسم کے حیلے بہانے تراشتے ہیں اور علماء حضرات سے دریافت کرتے ہیں کہ ہمارے بچے، بچیاں جوان ہیں۔ آیا پہلے ان کی شادیاں کریں یا حج کریں تو اصل چیز یہی ہے کہ حج کی جب استطاعت پائی جارہی ہے تو پہلے حج کریں، تاخیر مت کریں۔ رشتے ناتے ہوتے رہیں گے۔ یہ لمبا وقت مانگتے ہیں۔ زندگی ایک موہوم چیز ہے۔ نامعلوم پھر وقت نہ مل سکے۔ اس لئے پہلے حج کریں پھر بچے بچیوں کی شادیوں کا سوچیں، اور بعض حضرات فیکٹریوں، کوٹھیوں، رقبوں اور کاروبار کی فکر میں حج نہیں کرتے اور بعض حضرات حب دنیا اور ہوس دنیا میں پھنس کر یہ خیال کرتے ہیں کہ اتنی بھاری رقم چند مکانات کی زیارت کے لئے ہم کیوں ضائع کریں۔ بھائیو! یہ رقم کا ضیاع نہیں ادائیگی فریضہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے۔ ورنہ مندرجہ بالا وعید کا مستحق ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وعید سے محفوظ رکھیں۔ آمین!

آداب حج

سفر حج کوئی معمولی اور عام سا سفر نہیں بلکہ غیر معمولی اور زندگی کا اہم ترین سفر ہے۔ یہ سفر درحقیقت سفر آخرت کی یاد تازہ کراتا ہے کہ اپنے دیار ووطن، اعزاء واقرباء کو چھوڑ کر کفن کی طرح کے لباس میں ملبوس ہوکر جانے والا مسافر آخر ایک دن اس دیرنا پائدار اور سب علائق کو چھوڑ دار البقاء کی طرف راہی ہوگا۔ سفر حج سے اگر فکر آخرت پیدا نہ ہوئی تو مقصود حاصل نہ ہوا اور بامراد نتائج حاصل نہ ہوئے۔ اس لئے درج ذیل امور کا ضرور لحاظ رکھنا چاہئے۔

اخلاص نیت

حج سے مقصود صرف اور صرف ادائیگی فریضہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول ہی کی نیت ہو۔ اس سفر میں سیر وتفریح، تجارت وکاروبار کی نیت نہ ہو اور دل میں فخر وتکبر بھی نہ ہو۔ عاجزی ومسکنت کا اظہار ہو۔ اپنے آپ کو حاجی کہلوانے کی نیت بھی نہ ہو۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

’’حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ مال دار لوگ سیر وتفریح کے لئے، متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کے لئے، فقیر لوگ مانگنے کے لئے، علماء اور قراء کرام نام ونمود کے لئے حج کیا کریں گے۔‘‘ (کنز العمال ج۲ص۲۶)

اس لئے سفر حج فقط اللہ تعالیٰ کے لئے ہونا چاہئے۔ دوسری کوئی غرض شامل حال نہیں ہونی چاہئے۔

حلال مال سے حج کرنا

سفر حج کے تمام اخراجات مال حلال سے کرنا ضروری ہیں۔ مال حرام سے نہ کوئی عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ ہی دعاء، ایک حدیث کے مطابق جب حاجی کہتا ہے ’’لبيك اللهم لبيك ...... الخ ‘‘تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملتا ہے۔’’لا لبيك ولا سعد يك وحجك مردود عليك‘‘ (غنیۃ الناسک ص۱۰۴)

کہ تیرا لبیک وغیرہ کہنا قبول نہیں اور تیرا حج بھی تجھ پر رد کر دیا گیا ہے۔

اور فقہاء نے لکھا ہے کہ: ’’اگر حرام مال سے حج کیا تو فرض تو ذمہ سے ساقط ہوگیا۔ لیکن ثواب نہیں ملے گا اور نہ ہی حج کے فضائل حاصل ہوں گے۔‘‘ (رد المحتار ج۲ص۴۵۶)

گناہوں سے اجتناب

یوں تو ہر حال میں گناہوں سے بچنا از بس ضروری ہے۔ لیکن سفر حج میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ تمام معاصی سے متعلق دل کی گہرائیوں سے توبہ کرے۔ خواہ وہ گناہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں یا حقوق العباد سے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کر کے جائے اور آئندہ کسی قسم کے گناہ نہ کرنے کا عزم کرلے۔ بالخصوص حرمین شریفین اور حجاز مقدس کی ارض پاک پر اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔

حدیث پاک میں آتا ہے: ’’حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔‘‘ (بخاری ومسلم)

اس حدیث مبارک میں حج کی عظیم برکت بتلائی گئی ہے کہ جو شخص ان آداب کو ملحوظ رکھے گا وہ گناہوں سے پاک وصاف واپس لوٹے گا۔ آج حجاج کرام کو دیکھ کر انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ حج کے مبارک ایام میں اور حجاز کی مقدس سرزمین میں پھر حدود حرم میں جہاں صرف عبادت کے لئے جاتے ہیں اور بار بار تلبیہ بھی پڑھتے رہتے ہیں۔ گناہوں میں ملوث رہتے ہیں۔ خصوصاً داڑھی مونڈنے کا گناہ تو ہزاروں حجاج کرتے ہیں۔ داڑھی مونڈنے کا گناہ نہایت سخت گناہ ہے۔ (بندہ کو مسلمانوں کی اس حالت زار پر رونا آتا ہے۔ حجاز کی بات نہیں پاکستان وغیرہ ممالک میں جہاں کہیں بھی جائیں ہوائی جہازوں میں، بسوں میں، ٹرینوں میں، ہسپتالوں اور بازاروں میں حتیٰ کہ حرمین شریفین اور دیگر مساجد میں داڑھی مونڈنے والے بکثرت نظر آتے ہیں) افسوس ہے! سر کے بال تو کٹوانے سے بھی شرماتے ہیں۔ چہ جائیکہ مونڈوائیں! اور داڑھی (جو حضور اکرم ﷺ کی اور جمیع انبیاء علیہم السلام کی سنت مطہرہ اور مسلمانوں کا فطری شعار ہے) پر

بڑی بے دردی سے استرے چلاتے ہیں اور پھر اسے گندی نالیوں اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کی نذر کرتے ہیں۔ بعض حضرات فیشن کی داڑھی رکھتے ہیں۔ سوچیں! اگر اس حالت میں موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور حضور اکرم ﷺ کے سامنے کس منہ سے جائیں گے۔ خصوصاً سفر حج میں بیت اللہ کی حاضری اور روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضری کیسے دیں گے۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا۔ میرے ایک تعلق والے ہیں۔ مکتہ المکرمہ میں جبل نور سے کچھ آگے طائف کے راستہ پر واقع ایک علاقہ ہے جسے شرائع المجاہدین کہتے ہیں۔ وہاں وہ رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ میری ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ جب پاکستان اپنے گھر آتا تو معمول تھا کہ پہلے مدینہ منورہ جا کر روضہ اطہر پر حاضری دیتا پھر گھر آتا۔ اسی طرح پاکستان سے واپسی پر پہلے روضہ اطہر پر حاضری دیتا پھر مکتہ المکرمہ جا کر اپنا کام کرتا۔ ہوا ایسے کہ گھر سے اطلاع آئی کہ فلاں تاریخ کو تیری شادی ہے۔ لہٰذا جلد واپس آئیں۔ میں نے تیاری کی داڑھی اور مونچھیں اچھے طریقے سے مونڈیں اور روضۂ اطہر پر حاضری کے لئے پہنچا۔ ابھی صلوٰۃ وسلام شروع ہی کیا تھا کہ ایک سفید ریش بزرگ میرے سامنے آئے۔ میری داڑھی پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: ''هذا مافي، جواب مافي'' (کہ داڑھی نہیں تو جواب بھی نہیں ملے گا) پھر وہ بزرگ وہاں سے غائب ہو گئے۔ تلاش بسیار کے باوجود کہیں نہ ملے۔ میں بہت پچھتایا۔ لیکن ان کے اس جملے نے میرے دل پر ایسا اثر ڈالا کہ بس وہیں تہہ دل سے توبہ کی، رویا اور فیصلہ کیا کہ آئندہ داڑھی رکھ کر روضۂ اطہر پر حاضری دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اب تک داڑھی پر خطا کا ہاتھ نہیں چلایا۔ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور خدارا! داڑھی پر رحم فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے غافل بھائیوں کو اس غفلت سے نکلنے اور داڑھی رکھنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

موبائل فون ساتھ نہ لے جائیں

بعض حضرات اس مبارک سفر میں موبائل فون اس کثرت سے استعمال کرتے ہیں کہ ہمہ وقت دھیان اسی کی طرف رہتا ہے اور اپنے گھر والوں یا احباب سے بات چیت کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں کہ جی اب حرم شریف پہنچ گئے ہیں۔ یہ طواف کر رہے ہیں۔ جمعہ ادا کر رہے ہیں۔ منیٰ میں ہیں۔ عرفات میں ہے۔ مزدلفہ میں رات گزار رہے ہیں۔ اب مدینہ منورہ جا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہر لمحہ ادھر سے غافل ہو کر اپنے وطن کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ یہ عبادت نہیں، حضرات اکابرین اپنی کتابوں میں تحریر کر گئے ہیں کہ وہاں پہنچ کر بھی اپنے دیار کی طرف متوجہ رہنا۔ اس سے بہتر ہے کہ آدمی اس عظیم سفر کے لئے جائے ہی نہیں۔ جیسے نماز شروع کر کے ادھر ادھر کے خیالات لانا نماز کے منافی ہے۔ اسی طرح وہاں پہنچ کر ادھر ادھر کے خیالات لانا بھی اس عظیم سفر کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اہتمام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

حج اور حاجیوں کے فضائل

۱...... ''حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کفارہ ہو جاتا ہے۔ ان کے درمیان کے گناہوں کا اور ''حج مبرور'' کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے۔'' (بخاری ومسلم)

۲...... ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ پے در

پے حج اور عمرہ کیا کرو۔ کیونکہ حج وعمرہ دونوں فقر ومحتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور ’’حج مبرور‘‘ کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔‘‘ (جامع ترمذی، سنن نسائی)

۳...... ’’حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں تو وہ ان کی دعاء قبول فرمائے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرمائے۔‘‘ (سنن ابن ماجہ)

۴...... ’’حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا۔ جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو (اس کے اپنے گھر میں پہنچنے سے قبل) اس کو سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعاء کے لئے کہو۔ کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (اس لئے اس کی دعاء کے قبول ہونے کی خاص توقع ہے۔)‘‘ (مسند احمد)

۵...... ’’حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جو بندہ حج یا عمرہ کی نیت سے یا راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلا، پھر راستہ ہی میں اسے موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے واسطے وہی اجر وثواب لکھ دیا جاتا ہے جو حج وعمرہ کرنے والوں اور راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے لئے مقرر ہے۔‘‘ (شعب الایمان، للبیہقی)

اگر بندہ کو صحیح اور مخلصانہ حج نصیب ہو جائے جسے دین وشریعت کی زبان میں ’’حج مبرور‘‘ کہتے ہیں اور ابراہیمی (علیہ السلام) ومحمدی (ﷺ) نسبت کا کوئی ذرہ اسے مل جائے تو گویا اسے سعادت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا اور اس کے ہاتھ وہ نعمت عظمیٰ آ گئی جس سے بڑی کسی نعمت کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور اسے یہ حق حاصل ہے کہ تحدیث نعمت کے طور پر کہے اور مست ہو کر کہے۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بہ پائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہردم ہزار بوسہ زنم دست خویش را
کہ دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

(اپنی آنکھوں پر مجھے ناز ہے جنہوں نے تیرے جمال کا دیدار کیا ہے...... اور اپنے قدموں میں گرنا چاہتا ہوں جنہوں نے تیرے کوچہ میں پہنچایا ہے...... ہر سانس میں اپنے ہاتھوں کو بوسہ دینا چاہتا ہوں...... جنہوں نے آپ کا دامن پکڑ کر میری طرف کھینچا ہے) اور اگر آداب کو ملحوظ نہ رکھا تو یہ سفر تمام کا تمام بیکار جائے گا۔

قطب الاقطاب حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ، کے اس شعر پر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں۔

سفر حج بہت مبارک ہے
کیا کریں گے! اگر گیا یوں ہی

’’وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین‘‘

فضائل، احکام و مسائل قربانی!

حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

’’اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔‘‘ (ترمذی، ابن ماجہ)

قرآن کریم میں ’’سورۂ والفجر‘‘ میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے اور وہ دس راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں۔ خصوصاً نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

تکبیر تشریق

’’اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد‘‘ نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد بآواز بلند ایک مرتبہ مذکورہ تکبیر کہنا واجب ہے۔ فتویٰ اس پر ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں۔ اسی طرح مرد وعورت دونوں پر واجب ہے۔ البتہ عورت بآواز بلند تکبیر نہ کہے، آہستہ کہے۔ (شامی)

نماز عید

عیدالاضحیٰ کے دن مذکورہ ذیل امور مسنون ہیں۔ صبح کو سویرے اٹھنا، غسل و مسواک کرنا، پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا، خوشبو لگانا، نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں بآواز بلند تکبیر کہنا۔

نماز عید کی دو رکعت ہیں۔ نماز عید اور دوسری نمازوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تین تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں ’’سبحانک اللھم‘‘ پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا چاہئے۔ پہلی رکعت میں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔ چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔ نماز عید کے بعد خطبہ سننا مسنون ہے۔

فضائل قربانی

قربانی کرنا واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی۔ کسی سال ترک نہیں فرمائی۔ مواظبت دلیل وجوب ہے۔ مواظبت کا مطلب لگاتار کرنا اور کسی سال نہ چھوڑنا ہے۔ اس سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ نے قربانی نہ کرنے والوں پر وعید ارشاد فرمائی۔ حدیث پاک میں بہت سی وعیدیں ملتی ہیں۔ مثلاً آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ علاوہ ازیں قرآن پاک میں

بعض آیات قربانی کے سلسلہ میں قطعی الدلالۃ تو نہیں ہیں۔ البتہ قطعی الثبوت ہیں۔ اس سے وجوب ثابت ہے۔ جو لوگ حدیث پاک کے مخالف ہیں اور اس کو حجت نہیں مانتے وہ قربانی کا انکار کرتے ہیں۔ ان سے جو لوگ متاثر ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پیسے دے دیئے جائیں یا یتیم خانہ میں رقم دے دی جائے یہ بالکل غلط ہے۔ عمل کی ایک تو صورت ہوتی ہے دوسری حقیقت ہے۔ قربانی کی صورت یہی ضروری ہے اس کی بڑی مصلحتیں ہیں اور اس کی حقیقت اخلاص ہے۔ آیت قرآنی سے یہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ قربانی کی بڑی فضیلتیں ہیں۔

مسند احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا قربانی تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہے۔ صحابیؓ نے پوچھا ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے۔ اون کے متعلق فرمایا اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ: قربانی کے دن اس سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں ہے۔ قیامت کے دن قربانی کا جانور سینگوں، بالوں، کھروں کے ساتھ لایا جائے گا اور خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبولیت کی سند لے لیتا ہے۔ اس لئے تم قربانی خوش دلی سے کیا کرو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ قربانی سے زیادہ بہتر کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔ الا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔ (طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ الزہراءؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی قربانی ذبح ہوتے وقت موجود رہو۔ کیونکہ پہلا قطرہ خون گرنے سے پہلے انسان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

قربانی کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث ہیں۔ اس لئے اہل اسلام سے درخواست ہے کہ اس عبادت کو ہرگز ترک نہ کریں۔ جو اسلام کے شعائر میں سے ہے اور اس سلسلہ میں جن شرائط و آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ انہیں اپنے سامنے رکھیں اور قربانی کا جانور خوب دیکھ بھال کر خریدیں۔ قربانی سے متعلق مسائل آئندہ سطور میں درج کئے جارہے ہیں۔

قربانی

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا۔ مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ سورۃ الکوثر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی۔ قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے۔ فصل لربك وانحر! کا یہی مفہوم ہے۔ دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ: ’’ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین ۰ ‘‘

رسول اللہ ﷺ نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔ (ترمذی) جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظمہ کے لئے مخصوص نہیں۔ ہر شخص پر ہر شہر میں بعد تحقیق شرائط

واجب ہے اور مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے۔ اسی لئے جمہور اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ (شامی)

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟

قربانی ہر مسلمان عاقل ' بالغ اور مقیم پر واجب ہوتی ہے۔ جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو۔ یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں۔ یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔ (شامی)

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں۔ بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس کی قربانی واجب ہوگئی۔ (شامی)

قربانی کے دن

قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں ' گیارھویں اور بارھویں تاریخیں ہیں۔ اس میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے۔ البتہ پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے۔

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات

اگر قربانی کے دن گزر گئے۔ ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء اور مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا۔ ہمیشہ گناہ گار رہے گا۔ کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا۔ ایسے ہی صدقہ وخیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ رسول کریم ﷺ کے ارشادات اور تعامل اور پھر اتفاق صحابہ کرامؓ اس پر شاہد ہیں۔

قربانی کا وقت

جن بستیوں یا شہروں میں نماز جمعہ ' عیدین جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس پر دوبارہ قربانی کرنا لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ ایسے ہی کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہو سکے تو نماز عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: قربانی رات کو بھی جائز ہے۔ مگر بہتر نہیں۔ (شامی)

قربانی کے جانور

بکرا' دنبہ' بھیڑ' ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جا سکتا ہے۔ گائے' بیل' بھینس اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے۔ بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو۔ کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔

مسئلہ: بکرا اور بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے۔ بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے۔ گائے' بیل اور بھینس دو سال کی ہو۔ اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں۔

مسئلہ: اگر جانور کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی درست ہے۔ ہاں! سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

مسئلہ: اندھے' کانے' لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جا سکے۔ اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی' درمختار)

مسئلہ: اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی بھی درست نہیں۔

مسئلہ: اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہو گیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار)

قربانی کا مسنون طریقہ

اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے۔ مگر ذبح کے وقت خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے۔ زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ البتہ ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر ! کہنا ضروری ہے۔ سنت ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کے لئے روبقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے: ''انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ۰ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین ۰ ''اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے: ''اللهم تقبله منی کما تقبلت من حبیبك محمد وخلیلك ابراهیم علیهما السلام ۰ ''

آداب قربانی

قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

مسئلہ: جو شخص قربانی کرنا چاہے، اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کے جانور ذبح ہونے تک نہ اپنے جسم کے بال کاٹے اور نہ ناخن۔ (ابوداؤد)

مسئلہ: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے ایسا کر لیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کر لے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے۔ جب تک کہ پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ (بدائع)

قربانی کے متفرق مسائل

مسئلہ: عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔ لیکن جس شہر میں کئی جگہ نماز عید ہوتی ہو تو شہر میں کسی ایک جگہ بھی نماز عید ہو گئی تو پورے شہر میں قربانی جائز ہو جاتی ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہو گیا یا ذبح کے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کر دینا چاہئے۔ (بدائع)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب تھی اگر اس نے قربانی کا جانور خرید لیا پھر وہ گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔ اگر دوسری قربانی کرنے کے بعد پہلا جانور مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کر دے۔ لیکن اس کی قربانی اس پر واجب نہیں۔ اگر یہ غریب ہے جس پر پہلے سے قربانی واجب نہ تھی نفلی طور پر اس نے قربانی کے لئے جانور خرید لیا پھر وہ مر گیا یا گم ہو گیا تو اس کے ذمہ دوسری قربانی واجب نہیں۔ ہاں! اگر گمشدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور ایام قربانی کے بعد ملے تو اس جانور کی یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع)

قربانی کا گوشت

مسئلہ: جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔

مسئلہ: افضل ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے۔ ایک حصہ احباب واعزہ میں تقسیم کرے۔ ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ: قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔

مسئلہ: ذبح کرنے والے کو اجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں۔ اجرت علیحدہ دینی چاہئے۔

حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ

عزیز الرحمٰن بن قاری محمد یٰسین

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت وخدمت اوران کی نشرواشاعت کے لئے مختلف ادوار میں مختلف شخصیات کو پیدا فرماتے ہیں۔ جو اس کے دین مبین اور رسول اللہﷺ کی لائی ہوئی پاکیزہ شریعت کے مقدس علوم کو بڑی محنت وقربانی، مجاہدات وریاضات کے ساتھ حاصل کرتے ہیں۔ پھر اس سے زیادہ محنت وقربانی کے ساتھ وہ مقدس علوم اگلی نسل میں منتقل فرماتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں حق تعالیٰ قبولیت کا ایسا سلسلہ جاری فرمادیتے ہیں جو امت میں قرآن وحدیث اوراس کے متعلقہ فنون کو فروغ دیتا ہے اوراس کے ذریعے امت کی علمی وعملی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور صراط مستقیم پہ چلنا آسان ہوجاتا ہے۔ انہیں عظیم شخصیات میں سے ایک عظیم شخصیت نابغۃ العصر حافظ القرآن والقرأت عظیم محدث ومفسر حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ تھیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت قرآن وحدیث اور اس کے متعلقہ تمام علوم بالخصوص قرأت وتجوید میں انتہائی اعلیٰ درجہ کی دسترس عطاء فرمائی تھی۔ ایک عرصہ تک شدید علیل رہنے کے بعد مدینہ منورہ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

حضرت موصوفؒ کی وفات سے جہاں امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا وہاں صرف عوام ہی نہیں بلکہ اہل علم بھی ایک عظیم اورراسخ فی العلم شخصیت سے محروم ہوگئے۔ بالخصوص علم قرأت وتجوید میں ایسا خلا واقع ہوا ہے جو شاید صدیوں میں بھی پر نہ ہوسکے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ملک وبیرون ملک میں اگرچہ بڑی بڑی عظیم الشان محافل میں خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ لیکن علم قرأت وتجوید اوراس کے متعلقہ تمام علوم میں رسوخ اوراس کا بدرجہ اتم استحضار صدیوں میں کسی کا مقدر ہوا کرتا ہے۔ صرف علم حدیث میں ان کی دسترس کاملہ کا اندازہ شیخ الحدیث، برکۃ العصر ریحانۃ الاسلام الشیخ محمد زکریا کاندھلویؒ کی اس تحریر سے ہوجاتا ہے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’آپ کی کتاب زبدۃ المقصود فی حل قال ابوداؤد‘‘ دیکھ کر دل خوش ہوا اور میں نے اس کو اپنے بستر کے سرہانے رکھوایا ہوا ہے اوراسے دیکھ کر ہی دل خوشی سے بھر جاتا ہے۔ حضرت موصوف کے بعد شاید ہی کوئی ایسی شخصیت ہو جس کو بیک وقت علوم قرآن وحدیث اور علوم قرأت وتجوید اور علوم اسماء الرجال وعلوم جرح وتعدیل پر ایسی دسترس ہو۔ یعنی ہر علم میں وہاب حقیقی نے ان پر بے پناہ فتوحات فرمائی تھیں۔ ان کی شخصیت تمام اکابر واصاغر میں مسلمہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الوقت مقری اعظم حضرت اقدس قاری فتح محمد پانی پتیؒ نے آپ کو’’فائق الاقرآن‘‘ کے خطاب سے نوازا۔

حضرت موصوف کی تمام علوم میں دقت نظر کا اندازہ صرف ان کی ایک کتاب ’’دفاع قرأت‘‘ سے ہوجاتا ہے کہ جب منکرین قرأت نے قرأت متواترہ اور رواۃ قرأت پر پے درپے سوالات واعتراضات اٹھائے۔ جن کے جواب کی بہت شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی تو ایسے وقت میں جلیل القدر محدثین اور نامور فقہاء یہاں

تک کہ بیرون ملک کے عظیم المرتبت مشائخ نے حضرت موصوفؒ سے یہ درخواست کی تھی کہ یہ عظیم خدمت آپ سرانجام دیں۔ اگر یہ خدمت اور قرأت کا تحفظ نہ کیا گیا تو پوری امت مسلمہ کے علماء گناہگار ہوں گے۔

چنانچہ حضرت موصوفؒ نے اس کام کا ذمہ لے لیا اور اس میں ایسی تحقیق وتعمیق کے ساتھ محنت کی کہ عرب وعجم کے معاصر علماء نے قابل قدر حوصلہ افزائی کی اور منکرین قرأت کے پچاس شبہات کا ایک ہزار سے زائد صفحات میں تسلی بخش جواب دیا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت موصوفؒ نے ان اعتراضات کے مفصل ومدلل جواب کے لئے تفسیر وحدیث اور اصول تفسیر وحدیث اسماء الرجال جرح وتعدیل اور تاریخ کی کتب کو جس انداز میں کھنگالا ہے اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ بالخصوص حضرتؒ نے اس کتاب کے ایک مقام پر ''ابتدائے نقوش الفاظ'' پر ایسی تاریخی بحث فرمائی ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرأت متواترہ اور اس کے رواۃ پر جس طرح مدلل اور مفصل جرح کی گئی تھی اور عجیب وغریب اعتراضات اٹھائے گئے تھے دراصل امت پر یہ ایک بہت بڑا قرض تھا جو موصوف نے توفیق خداوندی وعنایت رحمانی اور اپنے علمی کمال سے یہ قرض چکا دیا۔ اب اگر کوئی محقق قرأت کی علمی وتاریخی حیثیت کا مطالعہ کرے گا تو انشاء اللہ ایسا بھرپور مواد پائے گا جو نہ صرف ایمان کو تازگی بخشے گا۔ بلکہ علم میں بے پناہ وسعت محسوس کرے گا اور ایسی معلومات پائے گا جو بہت مشکل سے کبھی کبھی جمع ہوا کرتی ہیں۔ کوئی صاحب نظر ودل جو علوم قرأت میں دسترس بھی رکھتا ہو وہ حضرتؒ کی خدمات، تصنیفات وتالیفات میں جلیل القدر ائمہ قرأت شاطبیؒ وجزریؒ امام دانیؒ کی روح محسوس کرے گا۔

حضرت کے مختصر حالات زندگی اور آپ کی تمام علوم متداولہ میں تصانیف کے اسماء ان کا انتہائی مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔ حضرتؒ ۱۹۳۹ء بمطابق ۱۳۶۰ھ جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ حفیظ اللہ تھا۔ ان کی بزرگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی وفات ادائیگی تہجد کے بعد وتروں میں ہوئی۔ حضرت کی والدہ کا بیان ہے۔ ''مولوی طاہر کی پیدائش سے ایک روز قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ تیز بارش ہو رہی ہے اور ایک مسجد میں چراغ جل رہا ہے۔'' تو میں علاقے کے ایک عالم (جن کا نام معلوم نہیں ہو سکا) سے تعبیر چاہی تو جواب ملا کہ تمہارا یہ بچہ دین کا عظیم خادم ہوگا اور خدمت دین کا ایسا چراغ روشن کرے گا جو پوری ملت کے لئے بینائی کا سبب ہوگا۔

حفظ قرآن

حضرتؒ نے گیارہ برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ پھر ۱۳۷۲ھ میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں مجدد القرأت، شاطبی وقت حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی قدس اللہ سرہ کے پاس قرآن یاد کرنے کے لئے داخل ہوئے۔ قرآن یاد کرنے کے بعد حضرت مجدد القرأت کی خدمت میں رہ کر صرف تیرہ سال کی عمر میں تجوید اخذ کی اور مقدمہ جزریہ اور متن شاطبیہ اور دیگر قرأت یاد کیں۔ پھر درس نظامی میں داخل ہوئے اور ۱۳۸۴ھ میں جامعہ خیر المدارس ہی سے فراغت حاصل کی اور انہیں دس سالوں میں فارغ اوقات یعنی عصر کے بعد اور دوپہر کی چھٹی میں

حضرت مجدد القرآت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بقیہ سبعہ وعشرہ قرآت پڑھتے۔ انہیں سالوں میں آپ نے علم قرآت کی اہم کتب شاطبیہ اور جزریہ کی تعلیم حاصل کی۔ انہی تحصیل علم کے سالوں میں آپ نے صرف اٹھارہ سال کی عمر میں اپنے استاد حضرت مجدد القرآت کی سرپرستی اور رہنمائی میں علم قرآت کی کتاب ''وضوح الفجر'' تالیف فرمائی۔

اساتذہ کرام

۱...... حضرت خیر العلماء والصلحاء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ (خلیفہ اجل حضرت حکیم الامت مجدد الملت سیدنا اشرف علی صاحب تھانویؒ) سے نخبۃ الفکر اور صحیح بخاری مکمل پڑھی۔

۲...... محدث العصر حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ سے سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی پڑھی۔

۳...... ولی کامل حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب سے صحیح مسلم اور سنن نسائی پڑھی۔

۴...... فقیہ العصر محدث جلیل حضرت مفتی عبدالستار صاحبؒ (خلیفہ مجاز جزری وقت حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ) سے ہدایہ اخیرین، شرح عقائد اور سراجی پڑھی۔

۵...... یادگار اسلاف حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم سے نور الانوار پڑھی۔

۶...... حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحبؒ سے بیضاوی اور طحاوی پڑھی۔

آپ کے استاد حضرت مجدد القرآت قاری رحیم بخش صاحبؒ کے متعلق پیچھے گذر چکا ہے۔

تدریس

شعبان ۱۳۸۴ھ فراغت کے فوراً بعد جامعہ قاسم العلوم ملتان میں تدریس کے لئے بلائے گئے جہاں آپ نے بیک وقت حفظ قرآن، گردان، تجوید وقرآت، تفسیر وحدیث اور بعض دیگر فنون کی تدریس کی۔ ۱۴۰۲ھ تک تدریسی خدمات پورے علمی کمال کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ مندرجہ ذیل کتب مختلف سالوں میں آپ کے زیر تدریس رہیں۔ ترجمہ قرآن، فصول اکبری فارسی کتب، علم الصیغہ، کنز الدقائق، رشیدیہ، ملا حسن، شرح عقائد، مطول، بیضاوی، مشکوٰۃ، ابن ماجہ، موطا امام مالک، سنن ابی داؤد کامل، صحیح مسلم کامل اور صحیح بخاری پانچ پارے از کتاب الصوم۔

اہل فن اور ارباب تدریس ان کتب کے اسماء اور ان کی علمی فنی حیثیت سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ کتب کس درجہ کی عرق ریزی، وسعت مطالعہ، نہایت ضبط وترتیب مانگتی ہیں اور حضرت رحمہ اللہ نے شعبہ حفظ وکتب، شعبہ قرآت وتجوید میں پورے علمی کمال کے ساتھ تدریس کی اور انتہائی کامیاب نتائج برآمد ہوئے۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان میں تدریس کے دوران ایک عجیب قصہ پیش آیا کہ کسی ''مسئلہ'' کی وجہ سے مفکر اسلام حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے دو شخصیات میں سے ایک کا انتخاب کرنا تھا۔ ایک تو حضرت قاری صاحب اور دوسرے حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحبؒ تھے۔ جو کہ حضرت مفتی صاحب کے شاگرد رشید بھی تھے۔ لیکن اس نازک موقع پر حضرت مفتی صاحب نے حضرت قاری صاحبؒ کا انتخاب فرمایا۔ یہ فیصلہ بھی حضرت قاری صاحب کے علمی کمال کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت

مفتی محمود صاحبؒ کو حضرت قاری صاحب سے ان کی علمی خدمات کی وجہ سے اس درجہ تعلق تھا کہ جب حضرت مفتی صاحب وزیراعلیٰ سرحد منتخب ہوئے اور وزارت اعلیٰ کے درمیان رمضان المبارک آ گیا تو حضرت قاری صاحب کو ملتان سے خصوصی طور پر تراویح کے لئے بلوایا اور حضرت قاری صاحب کی اقتداء میں مختلف قرأت میں قرآن پاک تراویح میں سنا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اختلاف قرأت پر کیسا بے پناہ عبور تھا کہ بلاخوف وخطر اور بغیر کسی جھجک کے کسی بھی قرأت میں سنا دیا کرتے تھے اور اللہ کے فضل وکرم سے یہ چیز حضرت مجدد القرأت قاری رحیم بخش صاحب کے شاگردوں میں پائی جاتی تھی۔ الحمدللہ اب بھی ایسے جوافراد بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی زندگیوں کو دراز فرما کر ہمیں اس سے نفع حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام قرأت پر بے تکلف عبور یہ ایسی چیز ہے جو ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ جیسا کہ آج اگر کوئی فتویٰ دینے والا مفتی خواہ وہ کتنا ہی جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہو وہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت کے بہشتی زیور سے مستغنی نہیں ہے۔ ایسے ہی آج کے دور میں کوئی قاری حضرت مجدد القرأت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتیؒ کے قرأت کے مختصر رسالوں سے مستغنی نہیں ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر عظیم المرتبت قراء کرام عوامی اجتماعات میں پڑھنے سے قبل حضرت کے رسالوں سے استفادہ کرتے ہیں اور حضرت کے ان مختصر رسالوں سے اپنے اور بیگانے بھی مستغنی نہیں ہیں۔ حضرت مجدد القرأت پانی پتیؒ نے اپنی تجدیدی خدمات کی بدولت اس مشکل ترین فن کو جو بڑے بڑے محققین کے لئے انتہائی مشکل ہوا کرتا تھا۔ ایسا آسان فرمایا ہے کہ اب ایک ننھا منا بچہ بھی قرأت عشرہ کو باآسانی سیکھ سکتا ہے۔ سلسلہ پانی پت کو جو اللہ نے پورے عالم میں انفرادی واجتماعی مقبولیت دی اور اس سلسلے میں حفظ قرآن، فن تجوید وقرأت کی ایسی بے نظیر خدمات ان سے لی ہیں کہ اس کی مثال کئی صدیوں میں نظر نہیں آتی۔ ان حضرات نفوس ثلاثہ (حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی، حضرت مجدد القرأت قاری رحیم بخش صاحبؒ، حضرت قاری طاہر صاحبؒ) کی خدمات وتصنیفات سے قرأت کا کوئی محقق اور قاری ومقری مستغنی نہیں ہے اور ان حضرات نے قرأت کی مشکل ترین کتب کا ایسا ترجمہ اور ایسی شرح کی ہے جس نے جزریؒ وشاطبیؒ اور امام دانیؒ وقسطلانیؒ (شارح بخاری جو اپنے وقت کے جلیل القدر قاری مقری تھے) کے علوم کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اگر ان نفوس ثلاثہ کی کتب کا اردو سے عربی میں ترجمہ کر دیا جائے تو مذکورہ ائمہ کی کتب میں کوئی فرق نہیں ہوگا اور بحمداللہ اس سلسلے کے بانی حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی کے پڑھنے کے انداز کو حضرت حکیم الامت، مجدد الملت سیدنا تھانویؒ نے بے حد سراہا ہے۔

چنانچہ خیر العلماء والصلحاء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت پانی پتی نے حضرتؒ کی مجلس میں قرآن کی تلاوت کی۔ جب حضرت پانی پتیؒ تلاوت سے فارغ ہوئے تو حضرت مجدد الملت نے فرمایا پہلے تو میں کانوں سے کام لیتا رہا پھر آنکھوں سے بھی کام لیا۔ ماشاءاللہ دوران تلاوت چہرے پر کسی قسم کا کوئی تغیر تکلف نہیں تھا اور خوب عمدہ تلاوت کی یہ حکیم الامت مجدد الملت کی شہادت ہے۔ جن کی تجوید وقرأت کے فن میں بھی عالم میں نظیر نہیں ملتی۔

عبادات وریاضات

حضرت موصوف کو علم کے ساتھ اللہ جل شانہ نے عبادات کا ایک خاص ذوق وشوق عطاء فرمایا تھا۔ چنانچہ کثرت نوافل اور تہجد میں مسلسل قرآن کی تلاوت اور بکثرت روزے حضرتؒ کا خاصہ تھے۔ جن حضرات نے شاطبی وقت حضرت پانی پتیؒ کو عبادت وریاضات کرتے دیکھا ہے وہ حضرات حضرتؒ میں شیخؒ کی خاص جھلک محسوس کیا کرتے تھے۔

اسی طرح دوران تدریس مدرسہ میں جہری نمازیں حضرت کے سپرد تھیں۔ اس دوران حضرتؒ نے سولہ قرآن پاک مختلف قرأت میں ختم کئے۔ حضرتؒ کو اللہ نے یہ ہمت بھی عطاء فرمائی تھی کہ دونفلوں میں دس دس پارے یک بارگی پڑھ لیا کرتے تھے۔ اسی طرح عام تلاوت کے معمول میں بھی مختلف قرأت میں قرآن ختم فرمایا کرتے تھے۔ یہ وہ توفیق ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت جزری وقت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی اور ان کے سلسلہ کو مرحمت فرمائی ہے۔ حضرتؒ نے جو قراء وعلماء کو نصائح فرمائیں ان میں ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ زندگی میں ایک بار تمام قرأت کے ساتھ قرآن کی تلاوت ضرور کرلیں۔ اس کا اہتمام اور عزم وعمل قرآنی برکات اور ثمرات سمیٹنے کا سبب ہوگا۔ یقیناً حضرتؒ اس گروہ کے افراد میں سے ایک فرد ہیں جن کو حق تعالیٰ اپنی خصوصی رحمتوں، برکتوں کے ساتھ بھیجتے ہیں اور وہ لوگ دین کی ایسی لازوال خدمت کرتے ہیں کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود ان کے علوم، فیوض وبرکات کا چشمہ بنے رہتے ہیں۔

وقت کی پابندی

حضرتؒ کی طبیعت میں اصول پسندی اور نظام الاوقات کی پابندی فرضیت کی طرح راسخ تھی اور آپ نے یہ مبارک طبیعت حضرت حکیم الامت مجدد الملت کے سلسلہ عالیہ سے وراثۃً اور اپنے استاد ومربی حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ سے نسبت وتربیت کے ساتھ پائی تھی۔ لیکن آج کل ہماری معاشرت اور معاشرے میں اصول پسندی اور نظام الاوقات کی پابندی کو سختی کے ساتھ تعبیر کردیا جاتا ہے۔

قیام مدینہ کی تمنا

حضرتؒ کی یہ خواہش بار بار سامنے آئی کہ مدینہ کا قیام وہاں کی موت اور بقیع کا دفن نصیب ہو۔ اللہ نے ان کی اس پاکیزہ آرزو کو پورا کردیا اور آپ نے قیام مدینہ کا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ حضرتؒ نے کبھی حرم کی نماز کو نہیں چھوڑا۔ حتیٰ کہ عین بیماری کی شدت میں بھی مسجد نبوی کی نماز نہیں چھوٹتی تھی۔ یہاں تک کہ جب بیماری نے طوالت اور سختی اختیار کی اور ڈاکٹروں اور گھر والوں، عقیدت مندوں نے اصرار کرنا شروع کیا تو چند ایک نمازوں میں تخفیف فرمادی۔ لیکن فجر اور عشاء مسجد نبوی میں بدستور قائم رہی۔ جب چلنا پھرنا دشوار ہوگیا اور پاؤں میں شدید ورم آگیا اور ہسپتال میں داخل ہوئے تو بھی نماز باجماعت کی اتنی فکر لاحق تھی کہ دیکھنے والوں کو ترس آتا تھا۔

وفات سے چند ایام قبل احقر راقم الحروف سفر عمرہ کے دوران اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہسپتال میں عیادت کے لئے حاضر ہوا اور خیریت دریافت کی۔ (اگرچہ صورت حال انتہائی نازک تھی) تو فرمانے لگے کہ ڈاکٹر حضرات نے چلنے پھرنے سے پرہیز کروا رکھا ہے۔ لیکن جب اذان ہوتی ہے تو طبیعت مسجد کی حاضری کے لئے بے چین ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اسی عالم میں ایک دن اذان ہوئی اور خدام میں کوئی موجود نہ تھا تو خود ہی انتہائی تکلیف اور ممانعت کے باوجود اپنی ڈرپ اتار کر مسجد تشریف لے گئے۔ لیکن واپسی پر طبیعت پہلے سے زیادہ سنگین ہوچکی تھی۔

آخری ایام میں تھوڑی سی بات چیت بھی دشوار تھی۔ لیکن جب احقر راقم الحروف نے طبقات القراء (جو زیر تصنیف تھی) کے بارے میں پوچھا تو بہت بشاشت کے ساتھ جواب دیا اور بہت لمبی گفتگو فرمائی۔ دوران گفتگو اکابرین قرأت کا تذکرہ ہوا تو حضرتؒ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور دیر تک گریہ طاری رہا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اور اپنے اکابر کے ساتھ تعلق ومحبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپنی زندگی میں بارہا نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ، ازواج مطہرات بنات طاہرات اہل بیت کرام، امام ابوحنیفہ دیگر ائمہ حدیث اور ائمہ قرأت امام جزری اور شاطبی اور امام دانی کی طرف سے قربانی کی اللہ جل شانہ نے اس کی برکت سے ان کے علوم مرحمت فرمائے اور ان کے ساتھ دفن نصیب فرمایا۔

قیام مدینہ میں استقامت

حضرت کو جب جگر کا عارضہ ہوا ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ پھر سعودیہ کے مشہور ہسپتال ''کنگ فہد'' میں داخل کروایا گیا۔ لیکن جب وہاں بھی مایوسی کا اظہار کیا گیا تو حضرت کے بعض انتہائی مخلصین نے چین میں علاج کی طرف توجہ دلائی۔ جہاں اس بیماری کا کامیابی کے ساتھ علاج کیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت کا صرف ایک جواب تھا کہ بھائی مجھے صحت سے زیادہ قیام مدینہ اور یہاں کی موت کی فکر ہے۔ لہٰذا میں چین کا سفر نہیں کرتا۔ ایسے ہی آپ نے قیام مدینہ کے بعد اپنے ملک پاکستان بھی سفر نہیں کیا۔ باوجودیکہ بڑی بڑی خوشیاں آئیں اور بعض اہم خاندانی افراد کی وفات ہوئی۔ لیکن حضرت کے قیام مدینہ کے عزم میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔

مبشرات

حضرتؒ کو خواب میں متعدد بار حضور نبی کریم ﷺ، حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام اور امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؓ کی زیارت ہوئی۔ ایک مرتبہ حضرتؒ نے خواب میں دیکھا کہ گنبد خضراء میں ہوں اور وہاں سے روئی کے گالوں کی طرح نہایت سفید نور اور روشنی نکل رہی ہے اور میں اپنا منہ کھولے ان کو اپنے اندر جذب کر رہا ہوں۔ اس خواب کے چند ایام بعد حضرتؒ کو مشکوٰۃ المصابیح کا سبق دے دیا گیا۔

اسی طرح حضرتؒ کے ایک مخلص شاگرد نے خواب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ پاک سے باہر تشریف لائے اور مجلس میں تشریف فرما ہوگئے اور اس مجلس میں حضرت بھی موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت کو حکم دیا کہ ان حاضرین مجلس کے لئے ضیافت لے آئیں تو حضرت اندر تشریف لے گئے اور اہل مجلس کے

لئے اندر سے کسی بڑی چیز میں ضیافت لائے۔ آپ کے اساتذہ نے تعبیر یہ دی کہ طلبائے علوم دینیہ کی ایک بڑی تعداد کو ظاہرہ و باطنی ضیافت نصیب ہوگی۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

اسی طرح آپ کے شیخ واستاد حضرت مجدد القرآت قاری رحیم بخش صاحب جن سے آپ نے علوم قرأت کے الفاظ اور معنی کی تعلیم حاصل کی تھی اور فیضان علم کی مبارک روح پائی تھی۔ انہوں نے ایک بار ایک مجلس میں فرمایا کہ اگر حق جل شانہ قیامت کے دن مجھ سے پوچھیں گے کہ تو کیا لایا ہے؟ تو میں عرض کروں گا کہ میں نے طاہر کو تیار کیا ہے۔ عالم اسلام کی اس نابغہ روزگار اور جلیل القدر ہستی کی حضرت موصوف کے حق میں یہ شہادت بہت مبارک ہے۔

تصنیفات وتالیفات

حضرتؒ نے آٹھ سے زائد فنون پر مختلف تصنیفات وتالیفات فرمائی ہیں۔ جن کی تعداد پچاس سے زائد ہے۔ اگر ان کتب کو بھی شامل کیا جائے جو حضرت کے زیر قلم تھیں اور وہ کتب جن کی تصنیف کے بارے میں ارشاد فرما چکے تھے۔ اگر ان سب کو شامل کیا جائے تو تعداد اس سے زیادہ ہو جائے گی۔ ذیل میں حضرت کی چند شہرہ آفاق کتب کا ذکر کریں گے۔

۱...... دفاع قرأت: اس کا مختصر تعارف گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

۲...... کشف النظر شرح اردو کتاب النشر تین ہزار سے زائد صفحات اور تین ضخیم جلدوں میں حضرت امام جزریؒ کی شہرہ آفاق کتاب (النشر) کا ترجمہ اور اس کی بے مثل شرح ہے۔

۳...... فیوض المهرة فی المتون العشرة: پانچ سو بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں تجوید وقرأت، عدد آیات اور رسم عثمانی سے متعلق دس مختلف وجامع متون شاطبیہ، نظم احکام الن، درہ، الوجوہ المسفرہ، طیبہ، الفوائد المعتبرہ، رائیہ، ناظمۃ الزہر، مقدمہ جزریہ، تحفۃ الاطفال کا ترجمہ اور مختصر مگر جامع تشریح لکھی گئی ہے۔

۴...... سلك اللؤلؤ والمرجان: شرح نظم احکام الن یہ علامہ محمد شمس متولی کے قصیدہ نظم احکام قولہ تعالیٰ الن کی عجیب شرح ہے۔ جس میں کلمہ الن کے احکام ومضامین اور اس کی صحیح وجوہ پر دلائل وعلل روایت ورش (ازرق) کے ساتھ انتہائی محققانہ کلام کیا ہے اور یہ قصیدہ ایسا قصیدہ تھا جس کے حل سے اکثر ملکوں کے علماء وقراء عاجز تھے۔

۵...... تاریخ علم تجوید

۶...... تاریخ علم قرأت

۷...... کمال الفرقان شرح جمال القرآن: تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل جمال القرآن کی عظیم اور عجیب شرح ہے۔ جس میں فن تجوید اور اصول وقواعد کو بڑے مفصل اور مدلل انداز میں پیش فرمایا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ فن تجوید کی بہت سی ضخیم کتب سے مستغنی کر دیتا ہے۔

۸...... کاتبان وحی: جس میں حضرتؒ نے چھپن سے زائد کاتبان وحی کے مفصل حالات رقم فرمائے ہیں۔

۹...... فضائل حفاظ القرآن الکریم: ڈیڑھ ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل یہ ایسی نایاب اور قیمتی کتاب ہے کہ اردو میں اس سے قبل ایسی جامع کتاب موجود نہیں تھی۔ دراصل یہ کتاب علوم کا ایک خزانہ ہے اور

جواہرات کا مجموعہ ہے کہ جس کے پڑھنے سے قرآن کی محبت اور اس پر عمل کرنے کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں سلف صالحین کی وہ کتب جو نایاب ہو چکی تھیں یا کمیاب تھیں اور ان کی اشاعت کا دور دور تک کوئی سبب نظر نہیں آرہا تھا اور وہ تمام کتب عربی میں تھیں۔ حضرتؒ نے ان سے استفادہ فرمایا۔

۱۰...... دلکش نقش: حضرتؒ نے اس کتاب میں اپنے استاد حضرت مجدد القرأت قاری رحیم بخش صاحبؒ کے تفصیلی حالات وواقعات تحریر فرمائے ہیں۔

۱۱...... سوانح فتحیہ: اس کتاب میں حضرتؒ نے اسوۃ الصالحین، قدوۃ المجودین، مقری اعظم حضرت قاری فتح محمد صاحب کے نہایت تفصیلی حالات وواقعات قلمبند فرمائے ہیں۔

۱۲...... طبقات القراء: حضرت نے ایک ایسی کتاب کی بنیاد ڈالی تھی کہ جس میں ہر صدی کے مشہور اور غیر معروف لیکن انتہائی ثقہ اور مستند قراء کا تذکرہ ہو اور حضرت العلام تقریباً سات ہجری تک پہنچ پائے تھے کہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ بعض انفرادی خصوصیات کے اعتبار سے یہ کتاب طبقات القراء ''ذہبی'' اور طبقات القراء ''جزری'' سے فائق تھی۔ لیکن افسوس کہ حضرت کی زندگی نے وفا نہ کی۔ انشاء اللہ یہ کتاب ناقص نہیں رہے گی۔ حضرت کے اصول وقواعد اور طرز تصنیف کے اعتبار سے اس کتاب کا تکملہ لکھا جائے گا۔ راقم الحروف کے لئے دعاء فرمائیں کہ اللہ اس کام کے لئے اس ضعیف بندہ کو قبول فرمالیں۔

فن حدیث میں حضرتؒ کی کتب موجود ہیں۔ ذیل میں صرف ان کے نام دیئے جارہے ہیں۔

۱...... عمدۃ المفہم فی حل مقدمۃ مسلم

۲...... زبدۃ المقصود فی حل قال ابوداؤد

۳...... ماینفع الناس فی شرح قال بعض الناس

۴...... تحفۃ المراۃ فی دروس المشکوٰۃ

اسی طرح طریقہ تعلیم میں آپ نے ایک تعلیمی چارٹ مرتب فرمایا۔ جس میں حفظ وتعلیم قرآن کے لئے تعلیمی وانتظامی قوانین مرتب کئے گئے ہیں اور چند ضروری ہدایات اور اصول وقواعد درج ہیں اور قرأت کے طلباء کے لئے خصوصی ہدایات ذکر کی گئی ہیں۔

مدرسین کی رہنمائی کے لئے حضرتؒ نے چار سو ضوابط وقوانین اور ہدایات مرتب فرمائیں جو قرآن وقرأت کے مدرسین کے لئے بہت نافع ہیں۔ حضرت کی وفات حسرت آیات پوری امت مسلمہ بالخصوص اہل علم وسلسلہ پانی پت سے وابستہ حضرات کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ واقع ہوئی ہے۔ یوں تو محبت کرنے والوں میں سے ہر شخص اس قابل ہے کہ اس سے اس صدمہ عظیمہ کی تعزیت کی جائے۔ لیکن حضرت اقدس کے گھرانے کے وہ افراد جنہیں حضرت کے ساتھ علمی وروحانی نسبت کے علاوہ نسبی وخاندانی نسبت بھی حاصل تھی۔ وہ تعزیت کے زیادہ حق دار ہیں۔ احقر راقم الحروف حضرتؒ کے خانوادہ کے تمام افراد سے دل کی گہرائیوں کے ساتھ تعزیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطاء فرمائے اور حضرت کی علمی وروحانی امانت کی حفاظت واشاعت کی خاص توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ نمبر۲!

قسط نمبر:۶

ازافادات: مولانا محمد امین صفدرؒ

ایک عبرتناک واقعہ

تاریخ میں عجیب واقعات آتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے حواری جارہے تھے۔ رات ہوئی کسی بستی میں پڑاؤ کیا۔ بستی والے عذاب کی وجہ سے مرے ہوئے تھے۔ حواریوں کے استفسار پر عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مردہ کو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زندہ کیا اور پھر اس سے پوچھا تو وہ مردہ بولا کہ ایک آدمی کو ہم نے کھانا کھلایا تھا۔ اس نے نماز نہیں پڑھی تو بے نمازی کی وجہ سے ہم پر عذاب نازل ہوا۔

(یعنی اس بے نماز کی نحوست تھی۔ ہمیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ ہم تو صرف زبان کے مسلمان ہیں۔ صفدر)

ایک اور واقعہ

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گھر نہیں تھا تو جس بستی میں رات ہوتی اس بستی کے پہلے گھر میں رات گزارتے تھے۔ ایک رات ٹھہرے ایک بڑھیا نے کھانا پیش کیا اور کہا کہ رات رہنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ ہمارے علاقہ میں چوریاں ہوتی ہیں۔ اگر کوئی مہمان ہمارے پاس آجائے تو اس کا اندراج کروانا پڑتا ہے اور میں تھانے نہیں جاسکتی۔ عیسیٰ علیہ السلام ٹھہر گئے۔ اس عورت کو تسلی دی رات کو اس بڑھیا کا لڑکا آیا۔ حال احوال لئے لڑکے نے کہا کہ میں شہزادی سے شادی کرنا چاہتا ہوں میری ماں وہاں نہیں کرواتی تو عیسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر صبح بادشاہ وقت کے دربار میں پہنچا اور بادشاہ سے رشتہ مانگا۔ وزیر نے کہا اس کے پیچھے کوئی طاقت بولتی ہے۔ ورنہ اس کو کبھی اتنی جرأت نہ ہوتی تو بادشاہ نے کہا کل جواب دیں گے۔ ''ہاں'' یا ''نہیں'' میں کل دوبارہ آیا تو بادشاہ نے کہا کہ برادری کہتی ہے کہ اس قسم کے دس بارہ موتی لاؤ۔ (وہ بہت قیمتی موتی تھے جن کا عام طور پر ملنا بہت مشکل تھا) وہ نوجوان یہ بات سن کر دوبارہ واپس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس سائز (جتنی تعداد کے موتی تھے) کے کنکر اٹھا کر لاؤ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسم اعظم پڑھ کر ان کنکریوں پر پھونک ماری۔ وہ سارے کنکر موتی بن گئے تو چونکہ بادشاہ نے کہا تھا کہ اس قسم کے موتی لاؤ پھر شادی ہوگی تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعاون سے موتی لے گیا تو بادشاہ نے اس کی شادی کر دی۔ یہ بادشاہ بن گیا۔ اس شادی سے چار لڑکے ہوئے پھر کافی عرصہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں دوبارہ تشریف لائے تو اس لڑکے سے کہا کہ بحکم خداوندی سب کچھ چھوڑ کر میرے ساتھ چلو وہ لڑکا کہنے لگا پہلے تھوڑا سامان تھا۔ جانے میں کچھ دقت نہیں تھی۔ اب تو بیوی، بچے، ملک ہیں۔ لیکن میں اللہ کا حکم مانتا ہوں اور آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ کپڑے بھی اتار دیئے ساتھ چل دیئے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جا امتحان مقصود تھا حکومت کر۔

(ایک ساتھی کے اشکال پر استاذ جی نے فرمایا کہ اسرائیلیات بیان کرنے میں کیا حرج ہے۔ یعنی حرج نہیں جب تک وہ قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہوں۔ ''کما ورد فی الحدیث حدثو عن بنی اسرائیل ولا حرج اوکماقال ﷺ'' صفدر) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عملی زندگی ایسی گزری کہ اس میں دنیاوی وجاہت وحکومت آپ کو نہیں ملی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو ان کو ایسی حکومت اور وجاہت نصیب ہوگی۔ جوان کے شایان شان ہوگی۔ اس لئے اس آیت سے بھی مفسرین نے حیات ونزول مسیح پر استدلال کیا ہے کہ جب پہلی دنیاوی زندگی میں آپ کو حکومت نصیب نہیں ہوئی تو ضروری ہے کہ دنیا میں آپ کو حکومت دے کر اس وعدہ کو پورا کیا جائے۔ آگے آپ کی صفت میں مقربین فرمایا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ مقربین کا لفظ عموماً قرآن پاک میں فرشتوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جو انسانوں کی نسبت عرش الٰہی کے زیادہ قریب رہتے ہیں۔ اس لئے ملاء اعلیٰ کا اصل مستقر آسمان ہیں تو اس لفظ میں بھی مسیح علیہ السلام کے رفع آسمان کی طرف اشارہ ہے۔ آگے فرمایا: ''ویکلم الناس فی المھد وکھلا'' سورۃ مائدہ میں بھی احسانات کے ذکر میں اس صفت کا ذکر ہے۔ یہود ونصاریٰ اس بات پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب صلیب کا واقعہ ۳۳ سال کی عمر میں پیش آیا اور کہولت کی عمر ۴۰ سال سے ۶۰ سال کے درمیان ہے۔ پہلی زندگی میں مہد میں تو باتیں کیں۔ لیکن زمانہ کہولت نہیں پایا۔ اس لئے ضروری ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں اور وہ زمانہ کہولت میں بھی اس دنیا کے لوگوں سے باتیں کریں۔ اس کے بعد فرمایا: ''ویعلمه الکتاب والحکمة والتورات والانجیل'' یعنی اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب وسنت اور تورات اور انجیل سکھائیں گے۔ پہلی زندگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تورات وانجیل کے احکام لوگوں کو سنائے۔ قرآن پاک میں جہاں کہیں ''کتاب وحکمت'' اکٹھے آئے ہیں وہاں مراد قرآن وسنت ہی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ دوبارہ دنیا میں نازل ہوں کہ جس طرح پہلی زندگی میں تورات وانجیل کے احکام سنائے۔ دوسری زندگی میں آپ کتاب وسنت کے احکام سنائیں۔

چیلنج

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اسلاف نے جس طرح قرآن پاک کے الفاظ پوری حفاظت سے ہمیں پہنچائے ہیں۔ اسی طرح کتاب اللہ کا مفہوم بھی انہوں نے پوری دیانت اور حفاظت کے ساتھ ہمیں پہنچایا ہے۔ علامہ انور شاہؒ لکھتے ہیں کہ قرآن پاک کی تفاسیر عرب وعجم میں دولاکھ کے قریب لکھی جاچکی ہیں۔ ان تفاسیر میں کئی آیات کے نیچے مفسرین نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ لکھا ہے۔ لیکن کسی تفسیر میں کسی ایک آیت کے نیچے بھی کسی مسلمہ مفسر نے یہ نہیں لکھا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ اب دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اسی طرح قرآن پاک کی کسی آیت کی تفسیر میں کسی ایک مسلمہ مفسر نے یہ بات نہیں لکھی کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں اور ارواح کا اجساد مطہرہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ روضہ پاک پر پڑھا ہوا درود پاک سنتے ہیں۔ کسی ایک تفسیر سے بھی یہ حوالہ نہیں پیش کیا جاسکتا۔ اسی طرح پورے ذخیرہ احادیث میں ایک ایسی حدیث نہیں۔ جس کی شرح میں کسی مسلمہ محدث نے یہ بات

تحریر کی ہو کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ارواح مقدسہ کا قبور میں موجود اجساد مطہرہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ حضرات اپنی قبور مطہرہ پر پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ ایسا حوالہ پیش نہیں کیا جاسکتا۔ ''ولو کان بعضهم لبعض ظهيراً''

''ولما ضرب ابن مريم مثلا اذا قومك منه يصدون ...... ولما جاء عيسىٰ بالبينٰت (زخرف:۵۷تا۶۲)'' ﴿اور جب مثال لائے مریم کے بیٹے کی تبھی قوم تیری اس سے چلانے لگتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ مثال جو ڈالتے ہیں تجھ پر سو جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو۔ وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کردیا اس کو بنی اسرائیل کے واسطے اور اگر ہم چاہیں ہم نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں تمہاری جگہ اور وہ نشان ہے قیامت کا سو اس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے اور نہ روک دے تم کو شیطان وہ تمہارا دشمن ہے صریح اور جب آیا عیسیٰ نشانیاں لے کر بولا میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں اور بتلانے کو بعض جو چیزیں جس میں تم جھگڑتے ہو سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو۔﴾

جب قرآن پاک میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ''انكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم (الانبیاء:۹۸)'' ﴿تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ایندھن ہیں دوزخ کا﴾ تو کافروں کا ایک سردار عبداللہ زبعریٰ حضور پاک ﷺ کے پاس چند ساتھیوں کے ساتھ آیا اور کہا کہ قرآن پاک میں آیا ہے کہ تم بھی دوزخ میں جاؤ گے اور جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ بھی دوزخ میں جائیں گے۔ اس نے کہا یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اس لئے یہودی اور حضرت عزیر علیہ السلام دونوں دوزخ میں جائیں گے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں۔ اس لئے عیسائیوں کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوزخ میں جائیں گے اور عرب کا قبیلہ بنو ملیح فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتا ہے۔ اس لئے فرشتے بھی دوزخ میں جائیں گے۔ تو جب عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام اور فرشتے دوزخ میں چلے گئے تو ان کے ساتھ اگر ہمارے بت بھی دوزخ میں چلے گئے تو کوئی بات نہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ اس لئے خاموش رہے کہ شاید اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے کوئی جواب نازل ہو جائے۔

اس خاموشی پر کافروں نے خوب تالیاں بجائیں۔ اپنی فتح اور حضرت پاک ﷺ کی شکست کا شور مچایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''ان الذين سبقت لهم منا الحسنىٰ اولئك عنها مبعدون (الانبیاء:۱۰۱)'' ﴿جن کے لئے پہلے سے ٹھہر چکی نیکی ہماری طرف سے وہ اس سے دور رہیں گے﴾ آیت نازل فرمائی اور یہ ابتدائی آیتیں بھی نازل فرمائیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور جو لوگ ان کو پوجا کرتے ہیں۔ انہوں نے کبھی ان کو حکم نہیں دیا تھا کہ ہماری پوجا کرو تو ان (عیسیٰؑ، عزیرؑ، فرشتے) کا دوزخ میں جانا عقلاً ونقلاً محال ہے۔

نوٹ! اس واقعہ سے پتہ چلا کہ عبداللہ ابن زبعریٰ نے اگرچہ کچھ جماعت بنا کر اس کا نام اشاعت التوحید والسنّت نہیں رکھا تھا۔ لیکن وہ ان کو اصول بتا گیا کہ بتوں والی آیتیں نبیوں اور ولیوں پر چسپاں کرنی ہیں۔ آگے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی نشانی ٹھہرایا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے۔

ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے کہ معراج کی رات جب انبیاء علیہم السلام بیت المقدس میں جمع ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان یہ بات چلی کہ قیامت کب آئے گی۔ باقی تینوں نے فرمایا کہ اس کا علم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اتنا معلوم ہے کہ قیامت سے پہلے دنیا میں آؤں گا اور اللہ میرے ہاتھ سے دین اسلام کو ایسا غلبہ عطاء فرمائیں گے کہ باقی سب دین مٹ جائیں گے۔ اس بات پر سب نے اتفاق کیا۔

فائدہ! اہل سنت وجماعت کے ہاں آئمہ اربعہ کا اگر کسی مسئلہ پر اتفاق ہو جائے تو اس کو اجماع سمجھا جاتا ہے اور حیات ونزول مسیح علیہ السلام پر خدا کے چار پیغمبروں کا اتفاق ہوا۔ لیکن پھر بھی قادیانی اور بعض مستشرق بچے اس کا انکار کرتے ہیں۔

قادیانیوں کی چالاکی

قادیانیوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ حیات ووفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ چھیڑیں اور اس بارہ میں مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالیں۔ یہ ساری محنت اس لئے کرتے ہیں کہ قادیانی کی سیرت پر بحث نہ ہو۔ کیونکہ مسلمانوں کا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو اس کی تحریرات کی روشنی میں کوئی شخص شریف انسان بھی نہیں ثابت کر سکتا۔ لیکن قادیانی نہ کبھی خود اس موضوع پر بحث کے لئے تیار ہوا اور نہ کوئی اس کا امتی مرزا قادیانی کو شریف انسان ثابت کرنے کے لئے تیار ہے۔ قادیانیوں کا اس موضوع سے جان چھڑانا گویا اس بات کا اعتراف ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز ہرگز شریف انسان نہیں تھا۔ مرزا کی سیرت کو چھوڑ کر اس موضوع کی طرف آنا اور اس کو اہمیت دینا خود مرزا قادیانی کی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔

چنانچہ ایک جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ نزول مسیح کا عقیدہ نہ تو ہمارے ایمانیات کا جزو ہے نہ دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہے۔ بلکہ صدہا پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی ہے۔ جس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۶)

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ میں صرف حیات مسیح علیہ السلام ہی کی غلطی کو دور کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ غلطی آج نہیں پڑی۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑی ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا امر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے ص ۱)

تیسری جگہ لکھتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور بعض دوسرے صحابہ کرامؓ کا خیال تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۳۴)

چوتھی جگہ لکھتا ہے کہ مجھ سے پہلے جو لوگ اس عقیدہ کے ہو چکے ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں اور وہ سب بری ہیں۔ (اعجاز احمدی ص ۱۸)

پانچویں جگہ لکھتا ہے کہ ہماری یہ غرض ہر گز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات وحیات پر مباحثے کرتے پھرو۔ یہ تو ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ (ملفوظات ج۲ص ۷۲)

جب یہ عقیدہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی بنیادی عقائد میں سے نہیں ہے بلکہ ایک ادنیٰ بات ہے تو اس کو چھوڑ کر قادیانی کیوں مرزا کی سیرت پر بحث نہیں کرتے۔

یاد رکھنے کے قابل بات

اس بحث میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتا ہے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں میں زندہ مانتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ: ’’وانہ حیی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین‘‘ (نور الحق حصہ اوّل ص ۶۹)

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ: ’’بل حیات کلیم اللّٰہ ثابت بنص القرآن الکریم‘‘ (حمامتہ البشریٰ ص ۴۸)

اس لئے قادیانی جب اس مسئلہ کو چھیڑیں تو آپ بھی ان سے مطالبہ کریں کہ حیات موسیٰ علیہ السلام جس کو تمہارا مرزا مانتا ہے کہ نص قرآن سے ثابت ہے کہ وہ آسمانوں پر زندہ ہیں۔ اس کی نص پہلے آپ دکھائیں تا کہ بحث کا کوئی معیار متعین ہو۔

ایک تاریخی نکتہ

معتزلہ کا نیا ایڈیشن نیچیری ہے۔ عقل پرست انگریز جب اس طرف آیا تو اس نے مستشرقین سے پوچھا کہ مسلمانوں میں کوئی نیا فتنہ پیدا ہونا چاہئے۔ انہوں نے سارے عقلی وساوس اکٹھے کر کے سرسید کو دیئے۔ معتزلہ کا نام چونکہ بدنام تھا۔ اس لئے نام نیچیری رکھا۔ حیات مسیح علیہ السلام کا سب سے پہلے انکار کرنے والا سرسید احمد خان ہے۔ اس نے کہا اگر وہ زندہ بھی ہے تو بوڑھا ہو گیا ہے۔ اب آنے کا کیا فائدہ۔ نیاز فتحپوری بھی نیچیری تھا۔ ان کا سلسلہ نسب معتزلہ سے چلا آرہا ہے۔

قادیانیوں کا ایک مغالطہ

’’وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران:۱۴۴)‘‘ ﴿اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں۔ ہو چکے اس سے پہلے بہت سے رسول﴾ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ: ’’مر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول‘‘ خود مرزا قادیانی نے عیسائیوں سے مناظرہ کرتے وقت اس کا ترجمہ کیا اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے۔ (جنگ مقدس ص ۸)

اس میں نہ تو سب کا لفظ موجود ہے اور نہ مرنے کا۔ اگر مرزائی مرزا قادیانی کا ترجمہ بھی چھوڑ دیں تو پہلے

موسیٰ علیہ السلام کا استثناء ثابت کریں۔ جن کو مرزا قادیانی آسمان پر زندہ مانتا ہے۔ یہاں صرف گذرنے کا ذکر ہے۔ جیسے ’’واذا خلو الیٰ شیا طینھم (بقرہ:۱۴)‘‘ ﴿اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس﴾ اس کا کوئی یہ ترجمہ نہیں کرتا کہ جب وہ اپنے شیطانوں کے پاس جا کر مر جاتے تھے اور گذرنے کے کئی طریقے ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی یوں کہے کہ ملتان میں کئی ڈی سی ہو گذرے ہیں تو اس کا کوئی بیوقوف یہ معنی نہیں کرے گا کہ جو ڈی سی ملتان میں آتا ہے وہ یہیں آ کر مر جاتا ہے۔ حالانکہ یہی سمجھتے ہیں کہ کوئی ترقی کر کے چلا گیا کوئی تبادلے سے چلا گیا ہوسکتا ہے یہاں کوئی مر بھی گیا ہو۔ اس لئے یہ ایک قادیانیوں کا ایسا مغالطہ ہے جس میں اسلام تو اسلام مرزا قادیانی کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں کہنا پڑتا ہے۔

در کفر ثابت نئی
زنار را رسوا مکن

(کفر میں (اگر) ثابت (مضبوط) نہیں ہے تو زنار (جنیو جو کافروں کی ایک علامت ہے) کو رسوا نہ کر۔ صفدر)

قادیانیوں سے شرائط بحث

قادیانیوں کی ساری کوشش یہی ہوتی ہے کہ کسی حال میں بھی مرزا قادیانی کی کوئی کتاب مناظرہ میں پیش نہ ہو۔ اس لئے وہ قرآن وحدیث، قرآن وحدیث کا شور مچاتے ہیں۔ ایک تو اس لئے کہ مسلمان یہ سمجھیں کہ قادیانی بھی قرآن وحدیث مانتے ہیں۔ بلکہ وہ تو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم تو قرآن وحدیث کا نام لیتے ہیں اور مسلمان قرآن وحدیث کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی کتابوں کا نام لیتے ہیں۔ اس لئے پہلے لکھوایا جائے کہ مرزا قادیانی کے ہاں بھی قرآن پاک کی تفسیر کا معیار یہ ہے۔ پہلے تفسیر القرآن بالقرآن، پھر تفسیر القرآن بالحدیث، پھر تفسیر القرآن باقوال الصحابہ۔ (برکات الدعاص ۱۳)

اس کے بعد مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ اس کی عبادت یہ ہے۔ جو لوگ خدا کی قوت مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ تیرے استخوان فروش نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ باطنی طور پر نائب رسول ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب ﷺ کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو رسولوں اور نبیوں کی دی جاتی ہیں۔ (فتح الاسلام ص۹)

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ مجدد کا علوم دینیہ وآیات سماویہ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔ (ازالہ اوہام ص۱۰۴)

تیسری جگہ لکھتا ہے کہ مجدد لوگ دین میں کوئی کمی وبیشی نہیں کرتے۔ کم شدہ دین پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں۔ خدا کے حکم سے انحراف ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ: ’’ومن کفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون (نور:۵۵)‘‘ ﴿اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان﴾ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک فرض ہے۔ ان کی مخالفت کرنے والے فاسق ہیں۔ (شہادت القرآن ص۳۶)

چوتھی جگہ لکھتا ہے کہ ایسے اکابر اور آئمہ جن کو فہم القرآن عطاء ہوتا ہے جنہوں نے قرآن کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کی پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ

رکھا۔ (ایام الصلح ص ۵۵)

پانچویں جگہ لکھتا ہے کہ نصوص کو ظاہری معنی پر محمول کرنے پر اجماع ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۵۴۰)

چھٹی جگہ لکھتا ہے کہ جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود ہے اور یہی میرا مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی میں کوئی اختلاف نہیں۔ (انجام آتھم ص ۱۴۴)

ساتویں جگہ لکھتا ہے کہ مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔ ’’من فسر القرآن برائیه فهو لیس بمؤمن بل هواخ الشیطان ‘‘جس نے تفسیر کی قرآن کی اپنی رائے کے ساتھ پس وہ مؤمن نہیں بلکہ وہ شیطان کا بھائی ہے۔ (اتمام الحجہ ص ۴)

اٹھویں جگہ لکھتا ہے کہ سلف، خلف کے لئے بطور وکیل ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننا پڑتی ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۷۴)

مجددین کی فہرست

قادیانیوں کی ایک کتاب ’’عسل مصفیٰ‘‘ ہے جو مرزا خدا بخش قادیانی نے لکھی ہے اور مرزا قادیانی نے اس کا ایک ایک لفظ سن کر اس کی تصدیق کی ہے۔ اس میں مجددین کی یہ فہرست درج ہے۔

پہلی صدی کے مجدد	حضرت عمر بن عبدالعزیز، قاسم، مکحول، سالم۔
دوسری صدی کے مجدد	امام شافعیؒ، امام احمد، یحییٰ بن معین وغیرہ۔
تیسری صدی کے مجدد	امام طحاوی، امام نسائی وغیرہ۔
چوتھی صدی کے مجدد	امام ابوبکر باقلانی، حاکم نیشاپوری وغیرہ۔
پانچویں صدی کے مجدد	امام غزالی، امام سرخسی وغیرہ۔
چھٹی صدی کے مجدد	امام رازی، ابن کثیر، حافظ ابن جوزی وغیرہ۔
ساتویں صدی کے مجدد	امام ابن تیمیہ، خواجہ معین الدین چشتی وغیرہ۔
آٹھویں صدی کے مجدد	حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ زین الدین عراقی۔
نویں صدی کے مجدد	امام جلال الدین سیوطی، امام سخاوی وغیرہ۔
دسویں صدی کے مجدد	ملا علی قاری، علامہ محمد طاہر گجراتی۔
گیارھویں صدی کے مجدد	اورنگ زیب عالمگیر، مجدد الف ثانی، آدم بنوری وغیرہ۔
بارھویں صدی کے مجدد	محمد بن عبدالوہاب، شاہ ولی اللہ، امام شوکانی وغیرہ۔
تیرھویں صدی کے مجدد	سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید، شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر وغیرہ۔

نوٹ! ان مجددین کے حوالے مرزائیوں پر ماننا لازم ہیں۔

مدارس کے شعبے ...... مدارس میں خانقاہی نظام!

مرسلہ: حافظ محمد اسحاق ملتان

آج کل خانقاہ بنانے والوں کو چاہئے کہ خانقاہ کے نام سے نہ بنائیں۔ بلکہ مدرسہ ہی کے نام سے بنائیں اوراس میں کام کریں۔خانقاہ کا کیونکہ ایک تو خانقاہ کے نام سے شہرت زیادہ ہوتی ہے۔دوسرے بعد میں خانقاہ کے اندر بدعات ہونے لگتی ہیں۔کوئی عرس کرتا ہے۔کوئی قوالی کرتا ہے۔ پھر گدی نشینی کا قصہ ہوتا ہے۔جس میں جھگڑے اور فساد ہوتے ہیں۔اس سے بہتر یہ ہے کہ خانقاہ کا نام نہ کیا جائے۔ بلکہ مدرسہ بناؤ اوراس میں تربیت اخلاق اور تعلیم سلوک کا کام کرو۔وہی حقیقی مدرسہ بھی ہوگا اور وہی خانقاہ بھی ہوگی۔

پس حقیقی مدرسہ وہ ہے جس میں علم کے ساتھ عمل کی بھی تعلیم اور نگہداشت ہو۔پس اے مدرسہ والو تم اپنے مدرسوں کو سنبھالو اوران کو حقیقی مدرسہ بناؤ۔یعنی طلباء کے اعمال کی بھی نگہداشت کرو۔ ورنہ یادرکھو۔

’’کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ‘‘ کے قاعدہ پر آپ سے اس کے متعلق سوال ہوگا۔کیونکہ آپ طلباء کے نگہبان ہیں اور وہ آپ کی رعایا ہیں۔پس یہ جائز نہیں کہ آپ طلباء کو سبق پڑھا کر الگ ہوجائیں۔ بلکہ یہ بھی دیکھتے رہو کہ ان میں سے کون علم پر عمل کرتا ہے اور کون عمل نہیں کرتا۔جس کو عمل کا اہتمام ہو اسے پڑھاؤ ورنہ مدرسہ سے باہر نکال دیا کرو۔جب تو آپ کا مدرسہ واقعی دارالعلم ہوگا۔

طلباء کے تمام افعال کی نگہداشت کرو۔لباس کی بھی دیکھ بھال رکھو۔جو لوگ کوٹ، پتلون، بوٹ وغیرہ پہنتے ہوں ان کو اہل علم کے لباس کی ہدایت کرو۔ورنہ مدرسہ سے الگ کرو۔چاہے مشابہت تامہ ہو یا مشابہت ناقصہ، سب کا انتظام کرو اوران سے صاف کہہ دو کہ اگر علم حاصل کرنا ہے تو طالب علموں سی صورت بناؤ ورنہ رخصت ہوجاؤ۔

مدراس میں مبلغین کا انتظام بہت ضروری ہے

فرمایا: میں نے اپنے تعلق کے بعض مدارس کو بار بار لکھا کہ جیسے آپ کے یہاں مدرسین کو تنخواہ ملتی ہے اور یہ تعلیم وتدریس گو خاص تبلیغ ہے۔اسی طرح مدرسہ سے تبلیغ عام کا بھی انتظام ہونا چاہئے اور مدرسہ کی طرف سے تنخواہ دار مبلغ رکھے جائیں اوران کو اطراف وجوانب میں بھیجا جائے اوران کو تاکید کی جائے کہ چندہ نہ مانگیں۔صرف احکام پہنچائیں۔مگر کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ حالانکہ اس سے بہت نفع کی امید تھی۔ بلکہ اس سے چندہ بھی زیادہ وصول ہوتا۔ (مظاہر الاعمال ملتخصہ دین ودنیا)

ہر مدرسہ میں کم ازکم ایک واعظ ضرور ہونا چاہئے

ہر اسلامی مدرسہ وانجمن کم ازکم ایک واعظ بھی مقرر کرے اور یہ سمجھے کہ ضرورت تعلیم کے لئے ایک مدرس کا اضافہ کیا۔کیونکہ جس طرح مدرسہ کے معلمین طلبہ کے مدرس ہیں۔ واعظین عوام کے مدرس ہیں اور اہل انجمن یہ سمجھیں کہ یہ تعلم عوام کے لئے ان کی انجمن کی ایک شاخ ہے۔

دینی مدارس میں مبلغ اور واعظ ہونے کے فوائد

علماء کو آج کل مدارس کی طرف بہت توجہ ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ علوم اسلامیہ کے بقاء کی صورت یہی ہے اور اس کے لئے وہ چندے وغیرہ کرتے ہیں اور چندہ دینے والے زیادہ تر عوام ہیں۔ تو علماء کو چاہئے کہ عوام کو اپنی طرف مائل کریں۔ اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ ہر مدرسہ میں ایک واعظ و تبلیغ کے لئے رکھا جائے۔ جس کا کام صرف یہ ہوا کہ احکام کی تبلیغ کرے اور اس کو ہدایا (تحائف) لینے سے قطعاً منع کر دیا جائے اور استحساناً یہ بھی کہہ دیا جائے کہ مدرسہ کے لئے بھی چندہ نہ کرے۔ بلکہ اگر کوئی خود بھی دے تو قبول نہ کرے۔ بلکہ مدرسہ کا پتہ بتلا دے کہ اگر تم کو بھیجنا ہو تو اس پتہ پر بھیج دو۔ واعظ کو محصل چندہ نہ ہونا چاہئے۔ محصل چندہ اور لوگ ہوں واعظ کا کام صرف وعظ کہنا ہو۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اس کے وعظ میں جب چندہ کا ذکر نہ ہوگا تو بے غرض وعظ ہوگا۔ اس کا مخاطب پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ پھر عوام کو مدرسہ سے تعلق ہوگا کہ اس مدرسہ سے ہم کو دین کا نفع پہنچ رہا ہے۔ اس کی امداد کرنا چاہئے اور اب تو عوام کو یہ بڑا اعتراض ہے کہ صاحب ہم کو مدرسہ سے کیا نفع۔ بس عربی پڑھنے والوں ہی کو کچھ نفع ہوگا اور واقعی ایک حد تک یہ اعتراض بھی صحیح ہے۔

اسی لئے جن عوام سے آپ چندہ لینا چاہتے ہیں ان کو بھی کچھ نفع پہنچنا چاہئے۔ جس کی صورت میں نے بتلا دی کہ ہر مدرسہ میں ایک واعظ محض وعظ کے لئے ہونا چاہئے۔ اگر ہر مدرسہ میں ایک ایک واعظ ہو جائے تو پھر دیکھئے عوام کو مدرسہ سے کیسا تعلق ہوتا ہے اور چندہ کی بھی کیسی کثرت ہوتی ہے۔

یہ چلتے ہوئے نسخے ہیں۔ اگر شبہ ہو تو تجربہ کر کے اس کے نفع کا مشاہدہ کر لیجئے۔ میں اہل مدارس سے کہتا ہوں کہ امتحان کے طور پر کچھ عرصہ کے لئے اس پر عمل کر کے دیکھ لو۔ اگر تمہارے مدرسہ کو اس سے نفع نہ ہو تو اس کام کو بند کر دینا ہر وقت اختیار میں ہے۔ (حقوق و فرائض)

بڑے اداروں میں بڑے پیمانہ پر مبلغین کا نظم

میری رائے ہے کہ مدارس اسلامیہ جیسے دیوبند، سہارن پور کی طرف سے ہر جگہ مبلغ رہیں۔ تمام ممالک کے ہر حصہ میں مستقل طور پر ان کا قیام ہو۔ باضابطہ نظم ہو اور دیگر ممالک میں مبلغ تیار کر کے بھیجے جائیں۔

(انفاس عیسیٰ)

تمام مدارس کے لئے ضروری مشورہ

میں تمام اہل مدارس دینیہ کو رائے دیتا ہوں کہ ہر مدرسہ کی طرف سے کچھ مبلغ بھی ہونے چاہئے یہ سنت نبویہ ہے اور پڑھنا پڑھانا اسی مقصود کا مقدمہ ہے۔ اصل مقصود تبلیغ ہی ہے۔

عرصہ ہوا میں نے دیوبند والوں کو اس کا مشورہ دیا تھا کہ ملک کے تمام اطراف میں باقاعدہ مبلغین کی جماعت جاتی رہنا چاہئے۔ جن کا کام صرف تبلیغ ہو اور ہر شہر میں اس کی آبادی کے مطابق مبلغ یا ان کی آمد و رفت رہنا چاہئے۔ مگر کوئی خاص انتظام نہیں ہوا۔ (الافاضات الیومیہ)

واعظ بننے کا اہل

یہ واعظ خواہ متبحر عالم نہ ہو مگر دینیات پر کافی نظر ہو کہ تقریر میں یا کسی کے سوال کے جواب میں غلط روایت یا غلط مسئلہ بیان نہ کرے۔ (تجدید تعلیم)

واعظ ومبلغ کے لئے ضروری ہدایات

۱...... بلاضرورت اختلافی مسائل بیان نہ کرے اور اگر ضرورت ہی پڑ جائے تو عنوان نرم وسہل ہو۔ اگر کسی شخص کا نام لینا پڑے تو اس کی نسبت کوئی سخت کلمہ نہ کہے۔ بس متانت سے شبہ حل کر دے۔ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔

۲...... عام طور پر واعظ کسی کی دعوت قبول نہ کرے۔ البتہ اگر داعی پہلے سے شناسا و مخلص ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ یا شناسا نہ ہو مگر قرائن سے مخلص ہو نا دل کو لگتا ہو تو بھی مضائقہ نہیں۔ مگر از قسم ہدیہ نقد وغیر نقد ہرگز قبول نہ کرے۔

۳...... سیاسی امور یا کسی کے ذاتی معاملات کے فیصلہ میں واعظ دخل نہ دے۔ اگر اس کی درخواست بھی کی جائے تو صاف انکار کر دے۔

۴...... کسی کو تعویذ گنڈے دینے یا بیعت لینے سے واعظ کو قطعاً منع کر دیا جائے۔ اگرچہ وہ اس کا اہل بھی ہو۔

۵...... کسی مدرسہ یا انجمن کے لئے چندہ کی ہرگز ترغیب نہ دے۔ بلا ترغیب کوئی دے تب بھی انکار کر دے۔ پھر بھی نہ مانے تو کہہ دے کہ براہ راست مرکز میں بھیج دو۔ میں نہیں لیتا۔

تحریر وتقریر میں مہارت پیدا کرنے کی ضرورت

اتنی ضرورت اس زمانہ میں ضروری معلوم ہوتی ہے کہ دیگر عام تعلیم کی خوش تحریری وخوش تقریری کا اہتمام بھی مدارس میں بالالتزام کیا جائے۔ اس طور پر کہ وہ طلباء کا اختیاری امر نہ رہے بلکہ سب کو اس پر مجبور ہونا پڑے۔ (حقوق العلم)

تبلیغ کا ایک مقدمہ اور بھی ہے۔ یعنی تقریر کی مشق وہ بھی کیجئے، مدرسہ میں اس کا سامان موجود ہے۔ اس کو غنیمت سمجھے اور ایسے موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے ایسا سامان کہیں نہ ملے گا۔ (آداب تبلیغ)

ہم نے بعض اہل علم ایسے بھی دیکھے ہیں جن کو تقریر وتحریر نہیں آتی۔ سو ان لوگوں سے بہت کم لوگوں کو نفع پہنچ سکتا ہے۔

قارئین لولاک توجہ فرمائیں!

جن حضرات کی سالانہ رقم ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ پر ختم ہو رہی ہے۔ ان کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ وہ آئندہ سال (محرم الحرام ۱۴۳۰ھ تا ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ) کی سالانہ رقم یک صد روپے جلد از جلد ارسال فرمائیں اور آئندہ رسالہ جاری نہ رکھنے کی صورت میں بذریعہ خط نہایت جلد آگاہ فرمائیں۔ چونکہ ماہنامہ لولاک کوئی تجارتی رسالہ نہیں ہے۔ اس لئے وی پی ارسال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ مدت خریداری ختم ہونے پر بند کر دیا جاتا ہے۔ ادارہ!

محمد کامران کا سانحہ ارتحال!

مولانا عبدالعزیز لاشاری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے بزرگ رہنماء حاجی نعمت اللہ صاحب کے نوجوان فرزند، مجاہد ختم نبوت محمد کامران مختصر علالت کے بعد رحلت فرما گئے۔ انا ﷲ وانا الیہ راجعون! حاجی نعمت اللہ صاحب کا آبائی وطن مردان ہے۔ ۱۹۶۰ء میں مردان سے مستقل طور پر کوئٹہ میں منتقل ہوگئے۔ ابتداء میں محنت مزدوری کرتے رہے۔ اللہ پاک نے ان کی محنت ومشقت میں برکت فرمائی اور چند سالوں کے اندر ہی اپنا کپڑے کا چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر دیا۔ حاجی صاحب مردان کے یوسف زئی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ قبیلہ مردان سے لے کر پشاور کی پٹی تک پھیلا ہوا ہے۔

حاجی نعمت اللہ صاحب بچپن سے صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ علمائے دین سے محبت اور اہل حق سے تعلق ہی ان کو ۱۹۷۷ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں لے آیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کی حیثیت سے مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کی تقرری کوئٹہ میں ہوئی تو ان کے اخلاص اور محبت کی بدولت حاجی نعمت اللہ صاحب اور دوسرے کئی ساتھی ختم نبوت کے کاز کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ اس طرح حاجی نعمت اللہ کا مجلس میں شامل ہونا مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کے کارناموں میں سے ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک ختم نبوت کے مشن کے لئے اپنی زندگی وقف کئے ہوئے ہیں۔

اللہ پاک نے ۱۹۸۰ء میں بطور نعمت حاجی نعمت اللہ صاحب کو محمد کامران عطاء فرمایا۔ محمد کامران بچپن سے لے کر جوانی تک بہت لائق ثابت ہوا۔ بی۔ ایس۔ سی تک عصری تعلیم حاصل کر لی۔ گھر میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا ماحول پایا۔ ختم نبوت کے جلسوں، کانفرنسوں اور تقریبات میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ شرکت کرتا رہا۔ نماز، روزہ کا پابند تھا۔ تقویٰ وپرہیزگاری اور دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور رحم دلی کے جذبات رکھتا تھا۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ ان کو لگاؤ تھا۔ جہادی اور ختم نبوت کی جماعت میں تو وہ شمع ختم نبوت کا پروانہ تھا۔

مئی ۲۰۰۸ء میں ان کو اپنڈکس کی تکلیف ہوئی۔ طب کی دنیا میں اپنڈکس کا آپریشن کوئی بڑا آپریشن شمار نہیں کیا جاتا۔ مگر جب رب کی طرف سے بلاوا آجاتا ہے تو کوئی معمولی سی تکلیف بھی بہانہ بن جاتی ہے۔ ۱۵ مئی ۲۰۰۸ء کو ہسپتال میں زیر علاج ہی تھے کہ رب کریم کی طرف سے بلاوا آگیا۔ اچانک وقت نزع شروع ہوگیا۔ ایسی حالت میں نہ جانے کیا ذہن میں آیا کہ بلند آواز سے کہا کہ: ''مرزا غلام احمد قادیانی لعنتی ہے، میں اس کا مقابلہ کروں گا۔'' اور کلمہ پڑھتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ حالت نزع میں ایسے جملوں کی ادائیگی پر سب لوگ حیران تھے اور اسے ختم نبوت کے مسئلہ کے ساتھ محبت کی نشانی اور ختم نبوت ڈاکو مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ بغض وعداوت کا اظہار خیال کر رہے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے ناظم اعلیٰ جناب حاجی تاج محمد فیروز نے بتایا کہ یہ نوجوان بہت لائق وفائق، فرمانبردار اور اپنے ہم عمروں میں ممتاز تھا۔ راقم الحروف کا جب کوئٹہ جانا ہوتا اور حاجی صاحب کی دکان کے قریب اپنے دوست حاجی زاہد رفیق صاحب سے ملنے جاتا تو محمد کامران دور سے دیکھتے ہی فوراً اپنی دکان کی سیٹ چھوڑ کر بلڈنگ کی سیڑھیوں میں پہنچ جاتا اور بغیر بوتل پلائے نہیں چھوڑتا تھا۔ یہ سب اس کے دل میں علماء کرام کی محبت وعقیدت اور اپنے والد گرامی کی تربیت کا اثر تھا۔ حاجی نعمت اللہ صاحب نے بتایا کہ اس کی وفات کے بعد ایک بوڑھی خاتون ہمارے گھر کا اتا پتا پوچھتی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تو اس نے اپنی ماں بنایا ہوا تھا۔ حالانکہ ہماری اس خاتون سے کوئی شناسائی بھی نہیں تھی۔

محمد کامران کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور مرکزی جامع مسجد کوئٹہ کے خطیب مولانا قاری انوار الحق حقانی صاحب نے پڑھائی۔ جس میں شہر بھر کے علماء کرام، طلباء، تاجر برادری اور دوسری لوگوں نے شرکت کی اور کوئٹہ کے پشاوری قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ جوں جوں اس کے انتقال کی خبر حاجی نعمت اللہ کے دوستوں اور عزیز رشتہ داروں کو ملتی گئی سب اظہار تعزیت کے لئے آتے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے ایک وفد نے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ناظم اعلیٰ کی زیر قیادت حاجی صاحب کے مکان پر جا کر اظہار افسوس اور دعائے مغفرت کی۔

حاجی نعمت اللہ کے بے تکلف دوست حاجی صاحب کو ’’حاجی کالے خان‘‘ بھی کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ ہمارے پرانے ساتھی مولانا ضیاء الدین آزاد کوئٹہ تشریف لے گئے۔ ہم نے ازراہ مزاح کہا کہ ہمارے ساتھی حاجی کالے خان کی دکان کے پاس حاجی نعمت اللہ صاحب سے بھی ملتے آئیں۔ اس کی دکان حاجی کالے خان کو معلوم ہوگی۔ چنانچہ مولانا آزاد صاحب حاجی صاحب سے ملنے کے بعد کہنے لگے کہ اب مجھے حاجی نعمت اللہ صاحب کی دکان کا پتا بتا دیں تاکہ ان سے بھی ملاقات ہو جائے۔ حاجی صاحب نے جواباً کہا کہ وہ آپ کو صبح دفتر ختم نبوت میں ملیں گے۔ دوسرے روز دفتر میں ملاقات پر عقدہ کھلا کہ حاجی کالے خان دراصل حاجی نعمت اللہ خان ہیں۔ حاجی صاحب اپنے جواں سال بیٹے کی جدائی پر بظاہر بڑے صابر وشاکر دکھائی دیتے ہیں۔ مگر یہ صدمہ تو فطری ہے۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس عطاء فرمائے۔ آمین!

ضروری اعلان!

خریداران ماہنامہ لولاک کی خدمت میں گزارش ہے کہ خط وکتابت اور منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنا خریداری نمبر......اور ایڈریس......صحیح......صاف......اور مکمل......تحریر کیا کریں۔ شکریہ!

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

اکتوبر ۱۹۳۴ء کے آخری دن ہیں۔ پورے برصغیر سے لوگ قافلوں کی صورت میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جنم بھومی قادیان کی طرف رواں دواں ہیں۔ کیونکہ قادیان میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا اعلان ہو چکا ہے اور کانفرنس کے انتظامات کو کنٹرول کرنے کے لئے پچاس ہزار سرخ پوش احرار رضا کار پورے ہندوستان سے قادیان پہنچ چکے ہیں۔

کانفرنس کے اسٹیج کے انچارج ضیغم احرار، شیخ حسام الدینؒ کانفرنس کے افتتاح کے لئے نوجوان مبلغ اور خطیب قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا اعلان کرتے ہیں۔ جبکہ اسٹیج پر امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ جیسی شخصیات موجود تھیں۔ چنانچہ قاضی صاحبؒ نے پندرہ بیس منٹ خطاب فرمایا اور کپڑے پسینے سے شرابور ہوگئے۔ کھانے اور نماز کے وقفے کا اعلان کر دیا گیا۔ قاضی صاحبؒ اپنے خیمے میں کپڑے بدلنے کے لئے تشریف لائے۔ ساتھ والا کیمپ شیخ حسام الدینؒ کا تھا۔ اس میں مولانا احمد سعید دہلویؒ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اسٹیج پر اکابرین موجود تھے۔ اکابرین کی موجودگی میں ایک نوجوان سے کانفرنس کا افتتاح سمجھ نہیں آیا۔ شیخ حسام الدینؒ نے جواب میں فرمایا کہ میں نے اس عظیم کانفرنس کا افتتاح ایک نوجوان سے کرا کر مرزائی جماعت کے لاٹ پادری مرزا بشیر الدین محمود کو پیغام دیا ہے کہ ان اکابرین کے بعد قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ جیسے نوجوان تمہارے تعاقب کے لئے تیار ہیں۔

تقسیم سے پہلے قادیان میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی رہی۔ گورنر موڈی نے قادیانیوں کو ٹکہ مرلہ کے حساب سے جب چودہ سو ایکڑ سے زائد زمین دی اور قادیانیوں نے اپنا علیحدہ شہر بسایا اور مسیحیوں کی طرح دسمبر کی آخری تاریخوں میں کرسس ڈے (سالانہ جلسہ) منعقد کرنا شروع کیا تو پاکستان بننے کے بعد چنیوٹ میں کانفرنس شروع کی گئی۔

چنیوٹ کانفرنس

چنیوٹ میں تقریباً ۳۵ سال تک آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی رہی اور کوششیں جاری رکھیں کہ کسی نہ کسی طرح ربوہ میں کوئی قطعہ اراضی مل سکے۔ تاکہ قادیانیوں کے سالانہ جلسہ کے مقابلہ میں ربوہ میں ہی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو سکے۔ تمام تر کوشش کے باوجود ربوہ میں ہمارا داخلہ نہ ہو سکا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ ۱۹۷۶ء میں محکمہ ہاؤسنگ نے ''لو انکم سکیم'' کے تحت مسلم کالونی کے نام سے ہاؤسنگ سکیم شروع کی تو ۹ رکنال اراضی مجلس تحفظ ختم نبوت کو میسر آئی۔ جس میں جامع

مسجد ختم نبوت، مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر، بخاری لائبریری کے نام سے خوبصورت لائبریری قائم ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

۶،۷رستمبر۱۹۸۱ء کو چناب نگر(ربوہ) میں پہلی ختم نبوت کانفرنس شروع ہوئی۔امسال ۳۰،۳۱راکتوبر کو ۲۷ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد مسلم کالونی میں منعقد ہورہی ہے۔یہ کانفرنس اتحاد بین المسلمین کا عظیم الشان مظہر ہوتی ہے کہ تمام مکاتب فکر کے راہنماء، سیاسی ومذہبی جماعتوں کے قائدین (ون پوائنٹ) ایک نکاتی ایجنڈہ ختم نبوت پر خطاب فرماتے ہیں۔

اس کانفرنس میں ملک بھر میں ہی نہیں پوری دنیا میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ اوران کا توڑ پیش کیا جاتا ہے۔اس کانفرنس میں پورے ملک سے تحریک ختم نبوت کے قائدین، مبلغین، اوررضا کارشریک ہوتے ہیں اور آئندہ سال کا لائحہ عمل پیش کیا جاتا ہے۔پیرانہ سالی، ضعف وعوارض کے باوجود قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور نائب امیر مرکزیہ جانشین شیخ بنوری ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر بنفس نفیس کانفرنس کی نگرانی فرماتے ہیں۔

کانفرنس کی کارروائی انٹرنیٹ کے ذریعہ پوری دنیا میں دکھلائی اور سنائی جاتی ہے۔کانفرنس کی کل پانچ نشستیں ہوتی ہیں۔کانفرنس کا افتتاح قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دعاء سے ۳۰راکتوبر۲۰۰۸ء بروز جمعرات صبح ۹ر بجے ہوگا۔افتتاحی خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنماء مولانا محمد اکرم طوفانی اور صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ معاون امیر مرکزیہ فرمائیں گے اور شرکاء کو خوش آمدید کہیں گے۔

کانفرنس کی دوسری نشست ۳۰راکتوبر۲۰۰۸ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر منعقد ہوگی۔جس سے حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی (راولپنڈی)، مولانا عبدالقیوم حقانی (خالق آباد نوشہرہ)، مولانا قاضی ظہور حسین اظہر (چکوال)، مولانا قاضی ارشد الحسینی (اٹک)، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی (سکھر) اور مولانا ممتاز احمد کلیار (جڑانوالہ) خطاب فرمائیں گے۔

عصر کے بعد سوال وجواب کی نشست ہوگی۔مولانا اللہ وسایا سوالات کے جوابات دیں گے۔

بعد نماز مغرب جانشین حضرت لدھیانوی شہید مولانا سعید احمد جلالپوری ذکر کرائیں گے۔

بعد نماز عشاء تیسری نشست ہوگی۔جس سے امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد، مولانا محمد احمد لدھیانوی (جھنگ)، مولانا فضل الرحمان درخواستی (خان پور)، مولانا عبدالکریم ندیم (خان پور)، مولانا عبدالغفور حقانی (شجاع آباد)، بریلوی مکتب فکر کے علامہ خان محمد قادری اور قاری زوار بہادر (لاہور)، اہل حدیث مکتب فکر کے مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (ساہیوال)، انجینئر حافظ ابتسام الٰہی ظہیر (لاہور)، سندھ کے معروف خطباء مولانا عبدالحمید لُنڈ، مولانا میر محمد میرک (خیر پور میرس)، سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود (لاڑکانہ)، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد

مراد ہالیجوی، مولانا عبدالحمید وٹو، جناب لیاقت بلوچ، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا قاضی حمید اللہ خان (گوجرانوالہ) ودیگر خطاب کریں گے۔ ۳۱؍اکتوبر ۲۰۰۸ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز فجر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری درس قرآن پاک دیں گے۔

چوتھی نشست صبح ۱۰ بجے شروع ہوگی۔ جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین قاضی احسان احمد (کراچی)، مولانا محمد نذر عثمانی (حیدرآباد)، مولانا محمد یعقوب معاویہ (بدین)، مولانا محمد علی صدیقی (میرپورخاص)، مولانا فیاض مدنی (گمبٹ)، مولانا محمد حسین ناصر (سکھر)، مولانا مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یارخان)، مولانا محمد اسحاق ساقی (بہاولپور)، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (ملتان)، مولانا عبدالستار گورمانی (خانیوال)، مولانا عبدالحکیم نعمانی (چیچہ وطنی)، مولانا عبدالرزاق مجاہد (اوکاڑہ)، مولانا محمد قاسم رحمانی (بہاول نگر)، مولانا غلام مصطفیٰ (چناب نگر)، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی (لاہور)، مولانا غلام حسین (جھنگ)، مولانا فقیر اللہ اختر (سیالکوٹ)، مولانا محمد طیب فاروقی (اسلام آباد)، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رکن مرکزی شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا محمد طیب مہتمم جامعہ امدادیہ (فیصل آباد)، مخدوم زادہ سید محمد زکریا، مولانا محمد یوسف الدول (فیصل آباد) ودیگر خطاب فرمائیں گے۔

خطبہ جمعۃ المبارک قائد جمعیت مولانا فضل الرحمان ارشاد فرمائیں گے اور جمعہ کے بعد آخری نشست سے مولانا سید عبدالمجید ندیم، مولانا عبدالغفور حیدری اور آخری خطاب مولانا فضل الرحمان کا ہوگا۔ کانفرنس کی مختلف نشستوں کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ (فیصل آباد) فرمائیں گے اور کانفرنس خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کندیاں شریف کی دعاء سے اختتام پذیر ہوگی۔

تحفظ ختم نبوت کنونشن وکوئز پروگرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے زیراہتمام ۷؍ستمبر ۲۰۰۸ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے بچوں اور نوجوانوں کے دلوں میں عشق نبی ﷺ ابھارنے کے لئے تحفظ ختم نبوت کنونشن وکوئز پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس کی صدارت حضرت مولانا محمد رمضان علوی خطیب جامع مسجد سیدنا عثمان G-10/1 نے کی اور سرپرستی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب امیر ومبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد نے کی۔ اس پروگرام میں تقریباً ۳۰۰ بچے اور ۷۵ بچیوں نے شرکت کی۔ انعامی مقابلے ہوئے اور بچوں بچیوں کو بے شمار قیمتی انعامات سے نوازا گیا۔ بذریعہ قرعہ اندازی اوّل، دوم، سوم آنے والوں کو مزید انعامات دیئے گئے۔ دوم آنے والے عبدالوحید سیکٹر G-7/4 کے رہائشی اور سوم آنے والے ظفر حیدر G-6/2 کے رہائشی تھے۔ جب کہ اوّل آنے والی ایک ہونہار محنتی اور قابل صد احترام بچی جس نے اپنے والدین کی لاج رکھی بنت پروفیسر علی حیدر تھیں۔ اس پروگرام کے اسٹیج سیکرٹری ومنتظم مولانا محمد طیب فاروقی تھے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

پشاور میں ۳۴ ؍ ویں یوم تحفظ ختم نبوت کانفرنس

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکاروں کو پاکستان کی قومی اسمبلی کے متفقہ آئینی فیصلے کے مطابق غیر مسلم قرار دینے کی وجہ سے یہ دن تاریخی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ہر سال شمع ختم نبوت کے پروانے ۷؍ستمبر کے دن کو نہایت ہی جوش وخروش اور پوری عقیدت کے ساتھ مناتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت الحاج خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالی کے اعلان وہدایت پر ملک بھر کے دوسرے حصوں کی طرح پشاور میں بھی حسب سابق ۳۴ ویں یوم تحفظ ختم نبوت کانفرنس پشاور کے مرکزی بازار قصہ خوانی چوک ختم نبوت میں بعد از نماز تراویح نہایت شاندار طریقہ سے ایک جلسہ عام کی صورت میں منایا گیا۔ جلسہ گاہ کو اکابرین علماء کرام اور مشائخ عظام کے اقوال پر مشتمل بینروں سے سجایا گیا تھا۔ سٹیج پر علماء کرام اور معززین کے لئے انتظام تھا۔ علماء کرام کی بہت زیادہ تعداد کے باعث علماء کرام کے لئے سٹیج کے آگے قالین بچھا دیئے گئے تھے۔ شرکاء جلسہ کے لئے حدنگاہ تک کرسیاں موجود تھیں۔ اس کے باوجود ہزاروں شمع رسالت کے پروانوں نے نہایت ہی اطمینان سے کھڑے ہوکر علماء کرام کے خطاب کو سنا۔ اس عظیم جلسہ کی صدارت استاذ العلماء شیخ الحدیث دارالعلوم سرحد حضرت الحاج مولانا سید قمر صاحب مدظلہ نے فرمائی۔ جناب قاری رفیع الدین قاسمی اور نوشہرہ کے قاری فہیم الحق کی تلاوت قرآن حکیم سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد جناب احسان قدیر صاحب شاعر ختم نبوت سید امین گیلانیؒ کا ترانہ ختم نبوت زندہ باد اپنے مخصوص لہجہ میں پڑھا۔ جلسہ گاہ میں ختم نبوت زندہ باد کی فلک شگاف نعروں کی گونج نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا تھا۔ بعد میں سرگودھا سے آئے ہوئے نعت خواں محمد وسیم نے دل کی گہرائیوں میں اترنے والے انداز میں نعت پیش کی۔ سرگودھا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا نور محمد صاحب نے قرآن حکیم اور احادیث حضور نبی خاتم ﷺ کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی۔ مولانا کے خطاب کے بعد کرسی صدارت کی طرف سے پشاور کے مشہور عالم دین فاضل نوجوان حضرت مولانا سمیع اللہ جان فاروقی نے قراردادیں پیش کیں۔ جس کی تائید جلسہ گاہ میں موجود شمع ختم نبوت کے پروانوں نے اللہ اکبر، ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد اور قادیانیت نوازوں پر لعنت بے شمار کے فلک شگاف نعروں سے تائید کی۔

قراردادیں

۱...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کا یہ عظیم الشان اجتماع تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء کے قائدین کارکنوں اور شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ جن کی لازوال قربانیوں اور بے مثال جدوجہد کے ثمرہ میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور اسی مشن کے طفیل ۱۹۸۴ء میں

قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو خلاف قانون قرار دیا گیا۔

۲...... یہ اجتماع موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور ملک وملت کے خلاف سازشوں کی بھرپور مذمت اور حکومتی بے حسی اور سرپرستانہ رویے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی سرپرستی کر کے شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کی دل آزاری نہ کی جائے اور قادیانیوں کو تمام حساس اور کلیدی آسامیوں سے ہٹا کر امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کا پابند بنایا جائے۔

۳...... یہ اجتماع وطن عزیز کے مختلف حصوں میں بے گناہ مسلمانوں کا ملکی اداروں اور غیر ملکی قوتوں کی ظالمانہ بمباری اور قتل عام کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اپنی ہی عوام کو اس بے دردی سے قتل کرنے کی بجائے ان کو تحفظ فراہم کرے اور غیر ملکی فوجوں کی دخل اندازی سے اپنی سرحدات کو محفوظ بنائے۔

۴...... یہ اجتماع موجودہ حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ سابقہ پرویزی حکومت کی غیر آبرومندانہ اور کفرنواز پالیسیوں کو تبدیل کر کے وطن عزیز کی آبرو بحال کی جائے۔

۵...... یہ اجتماع واضح کرنا چاہتا ہے کہ بشمول پاکستان دنیا کے کسی بھی ملک میں ہونے والی دہشت گردی سے علمائے کرام کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ایک سازش کے تحت جید علمائے کرام کو آئے دن دہشت گردی کا نشانہ بنا کر شہید کیا جا رہا ہے۔ جب کہ مرکزی حکومت صرف تماشہ دیکھتی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مفتی جمیل خانؒ، مولانا نذیر احمد تونسویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جانؒ اور اکابر علماء کے قاتلوں کا آج تک کوئی سراغ نہیں لگایا گیا۔ یہ سب دین دشمنی پالیسی کا ثبوت ہے۔

۶...... یہ اجتماع وطن عزیز، کشمیر، افغانستان، فلسطین، لیبیا، عراق اور دیگر مسلم ممالک کے سلسلہ میں امریکہ اور یورپی ممالک کے دوغلے کردار کی سخت مذمت کرتا ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے۔

۷...... مسلمانان عالم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت واحترام اور ان سے محبت وعقیدت کو اپنے ایمان کا حصہ جانتے ہیں اور خاص طور پر نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عزت وناموس کا تحفظ اپنا فرض سمجھتے ہیں اور ایسے کسی بدباطن اور دریدہ دہن کو برداشت نہیں کرتے۔ جو آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرے، مگر افسوس کہ برطانیہ جیسے سیکولر ملک نے ملعون رشدی جیسے دریدہ دہن کی ہفوات پر اسے ''سر'' کا خطاب دے کر امت مسلمہ کی دل آزاری کی ہے۔

ہم اس اجتماع کی وساطت سے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت برطانیہ مسلمانوں کے جذبات کا احساس واحترام کرتے ہوئے ملعون رشدی سے ''سر'' کا خطاب واپس لے اور اس کو برطانیہ سے ملک بدر کرے۔

۸...... یہ اجتماع پاکستان میں اکثر این جی اوز کی اسلام کے خلاف قادیانیت کی حمایت بہائیت اور عیسائیت کے پرچار اور امدادی کاموں کی آڑ میں اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ جو این جی اوز اس گھناؤنے کام میں مشغول ہیں ان پر پابندی لگائی جائے۔

۹...... یہ اجتماع تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام سے اپیل کرتا ہے کہ دنیائے کفر کے مذموم عزائم کے

سامنے سینہ سپر ہو جائیں اور ان نام نہاد مسلمان کہلانے والے طبقہ کی بھرپور مذمت کرتا ہے جو کہ غیر کی امداد پر ائمہ اربعہؒ خصوصاً امام اعظمؒ (ابوحنیفہ) اور اہل سنت والجماعت کے خلاف ایک گہری خطرناک سازش کے ذریعے ملک میں انتشار پیدا کر کے دشمنان اسلام کی تقویت کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

۱۰...... یہ اجتماع جملہ اہل اسلام سے مطالبہ کرتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالتﷺ کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہر میدان میں ساتھ دیں۔

اس جلسہ عام کے آخری مقرر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اطلاعات حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی تھے۔ طوفانی صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد پشاور مجلس کے جملہ رفقاء کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی قیادت میں پشاور مجلس کی کارکردگی اور تبلیغی مساعی کے تذکرے مجلس مرکزیہ کے جملہ اکابرین خصوصی طور پر وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔ آج اس جلسہ عام اور اس کے انتظام کو آنکھوں سے دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ محشر کے میدان میں ہم سب کا مجلس پشاور کی اس جدوجہد کے صدقہ میں خاتم النبیینﷺ کے جان نثاروں کے ساتھ انجام خیر ہوگا اور حضورﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ طوفانی صاحب کا انداز بیان کچھ اس طرح کا تھا کہ جلسہ گاہ میں موجود علماء کرام اور عوام کی ہر آنکھ پرنم تھی۔ کانفرنس کا اختتام حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کی دعاء سے ہوا۔ آخر میں ہم سب اراکین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور امیر مرکزیہ قدوۃ العلماء شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے زیر سایہ جملہ مجاہدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ کریم حضرت امیر مرکزیہ کے زیر سایہ ہم سب کو شافع محشر، ساقی کوثر، خاتم النبیین، رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفیﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے قبول فرمالے۔ آمین!

ساہیوال کی ڈائری

مصدقہ اطلاعات کے مطابق ساہیوال میں قادیانی جماعت تین دھڑوں میں تقسیم، اختلافات کھل کر سامنے آگئے۔ بعض قادیانیوں کی ذیلی عبادت گاہ میں داخلہ پر پابندی، اختلافات وانتشار کی تمام ذمہ داری سابق صدر ابرار قادیانی پر ہے۔ مخالف دھڑے کا مؤقف، مجھ پر غلط اور بے بنیاد الزامات لگا کر جماعت میں پھوٹ ڈالی گئی۔ زبردستی مجھے صدارت کے عہدہ سے ہٹایا گیا۔ ابرار قادیانی کا دعویٰ، ہم پر عبادت گاہ کے داخلہ پر پابندی راشد نوید مربی اور ابرار قادیانی کی شرارتوں اور منافقانہ پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ فریق ثالث شہزاد کنول اینڈ کمپنی، قادیانیوں کی ایک دوسرے پر الزام تراشیاں، بہتانات، متعدد پندرہ روزہ اجلاسوں میں نوبت گالی گلوچ اور باہمی دست وگریباں تک جا پہنچی۔

تفصیلات کے مطابق قادیانی جماعت ساہیوال کے مقامی صدر ابرار قادیانی کو غیر اخلاقی، غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہونے، بلیک میل کرنے اور مالی بے ضابطگیوں کے گھناؤنے جرم کی بناء پر صدارت کے عہدے

سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ جس کی بناء پر قادیانی جماعت تین دھڑوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔ ابرار قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ سب کچھ حفیظ الدین، شہزاد کنول، راشد نوید ضلعی مربی اور مجید خان کے ایماء پر ہورہا ہے۔ جن کا ماضی جماعتی حوالے سے داغدار اور ناقابل بیان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابرار قادیانی گروپ نے شہزاد کنول گروپ پر عبادت گاہ کے داخلہ پر سخت پابندی عائد کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے اختلافات اور زیادہ شدت اختیار کر گئے ہیں۔

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ضلعی مربی راشد نوید نے ابرار قادیانی کے خلاف متعدد قادیانیوں سے حلفیہ بیانات اور نازیبا تحریریں لے کر ناظم امور عامہ چناب نگر اور مرزا مسرور کے نام لندن مرکز ارسال کی تھیں تو قادیانی جماعت کی ہائی کمان نے ایکشن لیتے ہوئے ابرار قادیانی کو صدارت کے عہدہ سے فارغ کر دیا ہے۔ تحریروں اور حلفیہ بیانات میں ابرار قادیانی پر منافقت، سیاسی مفادات لینے، جماعت کی طرف سے الیکشن بائیکاٹ کے اعلان کے باوجود نامزد امیدوار رانا آفتاب کے جلسے کروانے، الیکشن مہم میں حصہ لینے، ووٹ ڈالنے اور ذاتی مفادات کے لئے مختلف افراد کے سامنے احمدی نہ ہونے کا اقرار اور مرزا غلام احمد قادیانی کو ملعون کہنے کے الزامات مندرج ہیں۔ جب کہ ابرار قادیانی نے مرزا مسرور کو لکھے گئے خطوط میں فریق ثالث شہزاد کنول اینڈ کمپنی کی سالانہ جلسہ قادیان میں شرکت کو جاسوسی سے تعبیر کیا ہے۔ ضلعی مربی راشد نوید نے شہزاد گروپ کو اپنی پرسنل فائل سے وہ خطوط دکھائے جن میں شہزاد کنول گروپ کی صفائی اور ابرار قادیانی کی مجرمانہ حرکات کا تذکرہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی عبادت گاہ واقع حسین آباد کالونی میں ۳۱ راگست کو منعقد ہونے والے پندرہ روزہ اجلاس میں انہیں شرکت نہ کرنے دی گئی اور وہ عبادت گاہ کے باہر موجود رہے۔ اس موقع پر ڈاکٹر عامر آف اوکاڑہ، خضر حیات چیمہ رہائشی 63/E-B عارف والا اور راشد نوید مربی کی طرف سے صلح کی کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں۔ ڈاکٹر عطاء الرحمٰن اور محمد یار قادیانی آف حویلی لکھا کی جانب سے بھی صلح اور اختلافات کو ختم کرنے کی کاوشیں دم توڑ چکی ہیں۔ مہر منظور اور منیر باجوہ کی طرف سے ترتیب دیئے گئے خلافت جوبلی کے دونوں پروگراموں میں ابرار قادیانی اور شہزاد کنول گروپ کی عدم شرکت بھی انہی اختلافات کا نتیجہ ہے۔

آخری اطلاعات کے مطابق یکم ستمبر کو محمد یار قادیانی آف حویلی لکھا، شہزاد کنول گروپ کے ہمراہ صلح کے لئے حفیظ الدین ایڈووکیٹ کے مکان پر گئے۔ حفیظ الدین نے شہزاد گروپ کو اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ بلکہ محمد یار قادیانی پر بھی ساتھ لانے کی وجہ سے خفگی کا اظہار کیا۔ محمد یار قادیانی بھی طویل مذاکرات کے بعد بھی مایوسی کے عالم میں واپس لوٹ آیا۔ ۴ر ستمبر کو شہزاد کنول گروپ نے اختلافات کو ختم کرنے کے لئے مہر منظور کے گھر آئے۔ لیکن مہر منظور نے حالات کی تمام تر ذمہ داری شہزاد کنول اور ابرار قادیانی پر ڈالتے ہوئے ٹال مٹول سے کام لیا۔

دعائے مغفرت کی اپیل

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب گیارہ چک والوں کے خادم جناب رانا نصراللہ خان صاحبؒ ۱۰ راگست بروز اتوار ۲۰۰۸ء کو انتقال فرمائے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! قارئین لولاک سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ادارہ!

تبصرہ نگار: مولانا غلام رسول دین پوری

ایک علمی وفکری مکالمہ: مصنف: مولانا زاہدالراشدی صاحب: صفحات: ۱۹۹: قیمت: ۱۵۰روپے:

ناشر: الشریعۃ اکادمی ہاشمی کالونی کنگنی والا گوجرانوالہ

زیرنظر کتاب حضرت مولانا زاہدالراشدی دامت برکاتہم کی ہے۔حضرت کی شخصیت طبقہ علماء وغیر علماء میں محتاج تعارف نہیں ہے۔آں موصوف کی زیر تبصرہ کتب میں ڈاکٹر جاوید غامدی کے بعض افکار ونظریات باطلہ پر تنقید اور اس کے بعض شاگردوں کی طرف سے دفاع وجواب مذکور ہے۔ یہ نقد وجواب چونکہ ایک مکالمہ کی شکل اختیار کرگیا تھا جسے مصنف موصوف نے یکجا کتابی صورت میں کرکے قارئین کو مسائل متعلقہ پر رائے قائم کرنے کی سہولت مہیا فرمادی ہے۔

نیز اس میں غامدی صاحب کے افکار باطلہ کے جائزہ پر مبنی بعض دیگر مضامین بھی بطور تکملہ شامل اشاعت ہیں۔خواص وعوام کے لئے یہ کتاب اضافہ علم کا باعث ہوگی۔لیکن کمال یہ کہ باوجود اختلاف نظریہ مولانا موصوف نے اخلاق کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کی سعی کو مشکور فرمائیں اور تالیف کتاب کو ذریعہ نجات بنائیں۔آمین!

عشرین لأبی حنیفہؒ: مولف: مفتی رشید احمد علوی: صفحات: ۷۰: قیمت: ۴۵روپے: ملنے کا پتہ: جمعیت پبلی کیشنز رحمان پلازہ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور!

دور حاضر میں بعض ناشائستہ وکوتاہ فہم لوگوں کی طرف سے مصداق پیشگوئی حضور اقدس ﷺ، حضرت امامنا الاعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہے اور امت میں ان سے متعلق بدگمانیاں اور نازیبا افواہیں پھیلا رہے ہیں۔(اللہ تعالیٰ انہیں اتباع نفس واہواء سے محفوظ رکھیں) حضرات علماء احناف (کثر اللہ سوادھم) نے حضرت امام اعظمؒ کی طرف سے بطریق احسن دفاع کیا اور کررہے ہیں اور انشاءاللہ آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

زیرتبصرہ کتاب بھی حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب علوی نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے دفاع میں لکھی ہے۔اس کتاب میں ان بیس احادیث مبارکہ کو جو حضرت امام اعظمؒ نے براہ راست مختلف صحابہ کرامؓ سے مختلف موضوعات پر سنیں مع ترجمہ وتشریح نوٹ تحریر کردیا ہے۔اللہ تعالیٰ مولف موصوف کی اس کاوش کو قبولیت سے نوازیں اور دارین میں بہتر بدلہ عطا فرمائیں۔آمین!

پیرِ طریقت سیّد نفیس الحسینی نوراللہ مرقدہ کی یاد میں!

موت نے کیا دن دِکھایا ہے یہ اے میرے خُدا
اِک نفیس ہستی تھی وُہ بھی ہوگئی ہم سے جُدا

دِل گرفتارِ الَم ہیں اور آنکھیں اشکبار
آج سارے ضَبط کے بَندھن ہوئے یکسر ہوا

تاجدارِ فنِّ خطّاطی ، وہ اِک کامل وِلی
جن کی عظمت کا زمانہ مُعترف تھا بَخُدا

ترجمانِ حق ، مُجاہد ، صاحبِ کشف وکمال
علم وعرفاں کا سمندر ، آقا ومَولیٰ مرا

خانوادۂ حُسینی کا وہ فرزندِ جلیل
سیرت وکردار میں اَسلاف کی تصویر تھا

چہرۂ انور میں تھی وَاللہ کچھ ایسی کشش
اِک نظر جو دیکھنے پایا اُنہی کا ہوگیا

وُہ رَہا نہ عُمر بھر غافل خُدا کی یاد سے
رات دن رہتا تھا لَب پہ ذِکر الا اللہ کا

اُنکے سانسوں میں رَچی تھی خوشبوئے حُبِّ رَسُول
اُن کا دِل عشقِ نبیؐ کے نُور سے معمُور تھا

قافلہ سالارِ حق ، ختمِ نبوّت کا نقیب
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہوگیا

وُہ جہانِ عقل و دانش ، شہسوارِ علم وفن
اَب کہاں سے ڈھونڈ کے لائیں گے ، اربابِ وفا

حق تعالیٰ اُن کو دے جنّت میں اِک اعلیٰ مقام
طالبِ خستہ کی ہے بس یہ دُعا صُبح ومَسا

فَیض اُن کا جاری وساری رہے ربِّ کریم
قائم ودائم رہے یہ خانقاہی سلسلہ

○

طالبؔ اعوان گوجرانوالہ

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

مجلس تحفظِ ختم نبوت کو دیجیے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ کے ارشادات کی روشنی اور شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی امارت اور قیادت میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ ردقادیانیت کورس...... ملتان میں علماء کے لیے سالانہ سہ ماہی ردقادیانیت کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 36 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ پرائمری...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... احتساب قادیانیت 25 جلدیں...... دیگر ردقادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ اردو، انگریزی، عربی میں ردقادیانیت پر فری لٹریچر

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون : 061-4583486-4514122

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

استاذ المحدثین حضرت ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب دامت برکاتہم مدظلہ العالی، نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمن** صاحب جالندھری مدظلہ العالی، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد	2829186	راولپنڈی	5551675	سیالکوٹ	0300-7442857	گوجرانوالہ	4215663	لاہور	5862404	سرگودھا	3710474	چناب نگر	6212611	جھنگ	0307-3780833	خانیوال	0301-7819466	چیچہ وطنی	0300-7832358	بہاولنگر	0333-6309355
بہاولپور	0300-6851586	ملتان	4514122	رحیم یارخان	0301-7659790	سکھر	5625463	پنوں عاقل	0301-3405745	ٹنڈوآدم	571613	حیدرآباد	3869948	کنری	558850	کوئٹہ	2841995	ژوب	412730	کراچی	2780337